دیوبند سے بریلی

حقائق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تقدیم

از: حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

فاضل مصنف علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی ملک کی معروف مشہور دینی شخصیت ہیں ۔۔۔ ان کا چہرہ جان نواز، ان کی گفتگو دل افروز، ان کی تقریر دل نشین، ان کی تحریر دل پذیر ۔۔۔ وہ امامت و خطابت، تبلیغ و ارشاد، تصنیف و تالیف کے فرائض اندرون ملک اور بیرون ملک حسن و خوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ مولی تعالی ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے، آمین۔

پیش نظر کتاب "دیوبند سے بریلی" ایک اصلاحی کاوش ہے جس کا مقصد قلب و نظر کی تطہیر ہے ۔۔۔ اس کا اصل محرک افریقی ممالک میں دینی مسائل پر مسلمانوں میں باہمی آویزش اور چپقلش ہے، جس کے دل آزار مناظر انہوں نے خود ملاحظہ فرمائے ۔۔۔ فاضل مصنف کو یہ دیکھ کر دکھ بھی ہوا اور حیرت بھی کہ اس لڑائی جھگڑے کی محور، سرکار رسالت مآب ﷺ کی ذات قدسی صفات ہے ۔۔۔ ہر مذہب والا اپنے بانی اور قائد کی خوبیاں ہی خوبیاں بیان کرتا ہے لیکن بعض نام نہاد مسلمانوں کی یہ بدبختی ہے کہ ان کو حضور انور ﷺ کی شخصیت میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی، خامیاں ہی خامیاں نظر آتی ہیں ۔۔۔ کبھی کوئی خوبی نظر بھی آتی ہے تو وہ بھی خامیوں کی نذر ہو جاتی ہے ۔۔۔ فاضل مصنف نے ان حقائق کا اظہار "پیش نوشت" میں کیا ہے ۔۔۔ انہوں نے یہ بڑی دل لگتی بات فرمائی۔

"نبی (ﷺ) سے اس کے امتی کا ناتا سب سے الگ ہے، ہر دنیوی رشتے سے سوا ہے، یہ دماغ نہیں، دل کا معاملہ ہے۔" (ص ۸)

بے شک دید مصطفی (ﷺ) کے لئے دماغ نہیں، دل چاہئے اور وہ بھی دل صد پارہ ۔۔۔ جس حسن جہاں تاب کا نظارہ دل و جان سے کرنا تھا، افسوس اس کا نظارہ دماغ سے کیا گیا، چشم سر سے کیا گیا، چشم دل سے نہ کیا گیا، اسی لئے نظر کچھ نہ آیا ۔۔۔ دیکھنے والا عقل کی ظلمتوں میں بھٹکتا رہا اور

دوسروں کو بھی گمراہ کرتا رہا ـــــ سچ تو یہ ہے کہ دماغ والوں اور دل والوں میں بڑا فرق ہے ـــــ اتنا ہی جتنا دل اور دماغ میں ہے۔

"پیش نوشت" میں عرض مدعا کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ ـــــ ابتداء میں فاضل مصنف نے یہ حدیث پیش کی ہے ـــــ "جس نے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)، کہا وہ جنت میں داخل ہوا۔" ـــــ بے شک یہ حدیث پاک سچ و حق ہے مگر اس سے ہرگز یہ مقصد نہیں کہ صرف کلمہ پڑھ لینا کافی ہے بلکہ عقیدہ توحید و رسالت کے ساتھ ساتھ تمام متعلقات اور ضروریات کو دل میں پیوست کرنا بھی ضروری ہے ـــــ ہمارے فکر و شعور پر اس کا چھا جانا بھی ضروری ہے ـــــ فاضل مصنف کے خیال میں اصل چیز عقیدہ ہے اور ضروریات دین پر یقین ـــــ یہی ایمان کی اساس ہے اور اسی پر نجات کا دارومدار ـــــ انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں مولانا اشرف علی تھانوی کے ایک فتویٰ تکفیر کا حوالہ دیا ہے۔ مولانا تھانوی کے خیال میں مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کے عقائد فاسد ہو گئے تھے اسی بنا پر انہوں نے ان دونوں حضرات کی تکفیر فرمائی ـــــ تو عقیدہ مقدم ہے، علم و عمل بعد کی چیزیں ہیں ـــــ فاضل مصنف کے نزدیک علمائے دیوبند سے اہل سنت و جماعت کا اختلاف بھی عقائد سے متعلق ہے، گویا یہ اختلاف فروعی نہیں بنیادی ہے ـــــ انہوں نے علمائے دیوبند کے ایسے اقوال اور نگارشات کی نشاندہی کی ہے جن کی زد عقائد پر پڑتی ہے اور جن سے اختلاف کی سنگین نوعیت کا اندازہ ہوتا ہے ـــــ فاضل مصنف نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ تبلیغی جماعت کی نظریاتی بنیاد مولانا اشرف علی تھانوی کے افکار و خیالات پر ہے، ظاہر ہے اس صورت میں اہل سنت و جماعت کا علمائے دیوبند اور تبلیغی حضرات سے یکساں اختلاف ہے ـــــ بلکہ فاضل مصنف نے یہ ثابت کر کے اپنے قاری کو حیرت میں ڈال دیا کہ وہ علمائے دیوبند جو تبلیغی جماعت کے حامی و ناصر تھے، اس کے سخت خلاف ہو گئے، چنانچہ انہوں نے بانی جماعت مولانا محمد الیاس کے ہمدم کے ساتھی مولوی عبد الرحیم شاہ صاحب دیوبندی اور مولانا محمد الیاس کے سالے مولوی احتشام الحسن صاحب کاندھلوی کے مندرجہ ذیل تاثرات پیش کئے ہیں۔ مولانا عبد الرحیم شاہ صاحب فرماتے ہیں:

۱۔ "جو کام اہل علم کا ہے وہ ایسے لوگ انجام دینا چاہتے ہیں جو نہ صرف دین سے ناآشنا ہیں بلکہ اپنی سفالت و جہالت اور ذہنی بدکرداریوں کی وجہ سے معاشرے میں بھی کسی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھے

جائے"۔ (اصول دعوت و تبلیغ ص ۴)

۲۔ "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جماعت کا یہ تجربہ مجبوراً بادل ناخواستہ کر رہا ہوں اور دینی تقاضا اور ضرورت سمجھ کر کیوں کہ جب ان نابالغ معتقدوں نے خطاب عام شروع کر دیے، جن کی شرعاً ان کو اجازت نہیں اور انہوں نے اس کام کی افضلیت پر حد سے تجاوز کیا اور دوسرے دینی شعبوں کی کھلم کھلا تخفیف شروع کر دی اور ذمہ داروں کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود اب تک ان کو نہیں روکا یا دور کے نہیں تو ایسی صورت میں ذمہ داری کی بات ہے حقیقت حال واضح کی جائے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔" (اصول دعوت و تبلیغ، ص ۵۳)

مندرجہ بالا اقتباسات سے مندرجہ ذیل نتائج و نکات اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ تبلیغی جماعت کے مبلغین جاہل اور دین سے ناآشنا ہیں۔

۲۔ تبلیغی جماعت کے لوگ بدکردار ہیں، معاشرے میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔

۳۔ تبلیغی جماعت کے جاہل مبلغین کو شرعاً خطاب کی اجازت نہیں۔

۴۔ تبلیغی حضرات تبلیغ پر جتنا زور دیتے ہیں وہ حد سے بڑھا ہوا ہے۔

۵۔ تبلیغی جماعت کے ذمہ دار حضرات دوسرے دینی شعبوں کو کچھ نہیں سمجھتے یا کمتر سمجھتے ہیں۔

۶۔ علماء دیو بند کی طرف سے بار بار توجہ دلانے کے باوجود اپنے کیے سے باز نہیں آتے۔

ان نکات کی روشنی میں تبلیغی جماعت کی جو تصویر ابھر کر آتی ہے وہ آپ کے سامنے ہے، تفصیل کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ عبدالرحیم شاہ کے علاوہ مولانا احتشام الحسن کاندھلوی نے بھی تبلیغی جماعت کے طرز عمل پر یہ اظہار خیال فرمایا ہے:

۱۔ "نظام الدین (بستی) کی موجودہ تبلیغ میرے علم و فہم کے مطابق نہ قرآن و حدیث کی موافق ہے اور نہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق ہے۔ جو علمائے کرام اس تبلیغ میں شریک ہیں ان کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اس کام کو پہلے قرآن و حدیث، ائمہ سلف اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق کریں۔" (زندگی کی صراط مستقیم۔ ضروری انتباہ)

۲۔ "میری عقل و فہم سے بہت بالا ہے کہ جو کام حضرت مولانا الیاس صاحب کی حیات میں اصولوں

کی انتہائی پابندی کے باوجود صرف بدعت حسنہ کی حیثیت رکھتا تھا اس کو اب انتہائی بے اصولیوں کے بعد دنیا کا اہم کام کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟ ...... اب تو منکرات کی شمولیت کے بعد اس کو بدعت حسنہ بھی نہیں کہا جا سکتا ...... میرا مقصد صرف اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا ہے۔"

مندرجہ بالا اقتباسات سے مندرجہ ذیل نکات اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ تبلیغی جماعت کی محنت قرآن و حدیث کے موافق نہیں۔

۲۔ تبلیغی جماعت کی محنت حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق بھی نہیں۔

۳۔ تبلیغی جماعت کا عمل ابتداء میں بدعت حسنہ کہا جا سکتا تھا لیکن اب جب کہ اس میں بہت سی خلاف شرع باتیں داخل ہو گئی ہیں بدعت حسنہ بھی نہیں کہا جا سکتا یعنی بدعت سیئہ ہو گیا ہے۔

"چشمہ آفتاب" کو مرتب کرنے والے عالم قمر الدین مظاہری اپنے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:۔

"مولانا احتشام الحسن کاندھلوی اس تحریک کے بانیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں تبلیغی جماعت پر سخت تنقید کرتے ہوئے اس کو گمراہی کی طرف دعوت دینے والی جماعت قرار دیا ہے۔" (چشمہ آفتاب، ص ۳)

غور فرمائیں جس جماعت کو "علمائے دیوبند گمراہی کی طرف دعوت دینے والی کہیں" وہ کیسی شدید گمراہی کی طرف لے جانے والی ہو سکتی ہے! ...... راقم بھی تبلیغی جماعت کے بارے میں اپنے ذاتی تجربات، مشاہدات قلم بند کر رہا ہے جس سے مولانا احتشام الحسن کاندھلوی کے متذکرہ بالا فیصلے کی تصدیق و توثیق ہوتی ہے۔

بہر حال علمائے دیوبند اور تبلیغی جماعت میں اختلاف کے باوجود دونوں فکری طور پر ہم آہنگ نظر آتے ہیں خصوصاً حضور انور ﷺ کے بارے میں علمائے دیوبند نے جو گستاخانہ عبارات تحریر کی ہیں تبلیغی حضرات ان کی تائید کرتے ہیں ......

فاضل مصنف کے نزدیک علمائے دیوبند اور تبلیغی جماعت کے مبلغین کی مساعی اسلام اور شارع اسلام کے لئے ہرگز موثر اور مفید نہیں کیوں کہ دونوں حضور انور ﷺ کی خوبصورت و دل آویز شخصیت کو مسخ کر کے پیش کرتے ہیں ...... فاضل مصنف نے اس حقیقت کو تمثیلی انداز سے

سمجھانے کی کوشش کی ہے ـــــ ذرا سوچیں ایک عالمی اجتماع میں سب ادیان والے جمع ہیں ـــــ ایک ایک فاضل اپنے اپنے بانی مذہب کے محاسن بیان کرتا ہے ـــــ پھر گستاخِ رسول کی نوبت آتی ہے۔ وہ رسول کریم ﷺ کے معائب بیان کرتا ہے پھر ایک عاشق رسول اٹھ کر آپ ﷺ کے وہ وہ محامد و محاسن بیان کرتا ہے کہ ہر مذہب والا حیران رہ جاتا ہے ـــــ گستاخِ رسول کی باتوں نے کسی پر کچھ اثر نہ کیا مگر عاشق رسول نے میدان جیت لیا ـــــ اس تمثیل سے فاضل مصنف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر دنیا کے سامنے حضور انور ﷺ کی شخصیت کو اس بھونڈے انداز سے پیش کیا جائے جس طرح گستاخان رسول پیش کرتے ہیں تو نہ دین اسلام پھیل سکتا ہے اور نہ مسلمانوں میں دین کی وہ حرارت باقی رہ سکتی ہے جو مقصود و مطلوب قرآن و حدیث ہے ـــــ فاضل مصنف کے خیال میں ہماری جملہ پریشانیوں اور تباہیوں کا اصل سبب دلوں سے حضور انور ﷺ کی محبت و تعظیم کا نکل جانا ہے ـــــ بلاشبہ یہ سچ اور حق ہے۔

ع بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

علمائے دیوبند اور علمائے اہل سنت وجماعت کے اختلافات کا ذکر کرنے کے بعد فاضل مصنف سوال کرتے ہیں کہ آخر یہ جھگڑا ختم کیسے ہو؟ ـــــ ضرور ختم ہونا چاہیے، لڑتے لڑتے برسوں ہو گئے ـــــ اس کا آسان حل یہی ہے کہ جن لوگوں نے گستاخیاں کی ہیں ان کو کافر سمجھتے ہوئے ان سے الگ ہو کر ہم سب سلف صالحین کے نقش قدم پر متحد و متفق ہو جائیں ـــــ یہ کوئی مشکل نہیں، ناموس مصطفیٰ کے لئے سب کچھ قربان کر دینا چاہیے ـــــ لیکن ہزار کوششوں کے باوجود ایسا نہیں ہوتا ...... کیوں ...... ؟

فاضل مصنف نے اس کی وجوہات بتاتے ہوئے ماضی کا سرسری جائزہ لیا ہے ـــــ جو یہود و نصاریٰ، حضور انور ﷺ سے خفا تھے، وہ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے، سازشیں کیا کرتے تھے اور ایسا نہیں کہ ہے ـــــ انہیں میں ایک یہودی عالم عبداللہ بن سبا تھا جو (بظاہر) مسلمان ہو گیا تھا مگر اس نے وہ وہ کام کئے جو کوئی کافر و مشرک بھی نہیں کر سکتا ـــــ منافقین خواہ اس دور کے ہوں یا اس دور کے سب کا رشتہ فکر انہیں باغیوں سے ملتا ہے جو ناموس مصطفیٰ کے دشمن ہیں۔

فاضل مصنف کے نزدیک ان باغیوں، سرکشوں، گستاخوں کی نشاندہی سرکار دو عالم ﷺ نے

پہلے ہی فرمادی ــــ حدیث مبارک کو غور سے پڑھیں، اپنے چاروں طرف دیکھیں، اپنے طرز عمل اور فکر و خیال کا جائزہ لیں اور دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستہ پر چلائے۔

سنئے ــــ

حضور اکرم ﷺ لشکر اسلام میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، واقعہ یہ ہوا کہ ایک شخص حرقوس بن زہیر جسے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا، کہنے لگا۔

"یارسول اللہ آپ نے عدل نہیں کیا"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس گستاخ و بے ادب کی گردن مارنے کی اجازت چاہی، سرکار دوعالم ﷺ نے اجازت نہ دی اور ذوالخویصرہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

میں اللہ کا نبی ہوں، اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اس روئے زمین پر مجھ سے بڑھ کر عدل کرنے والا کون ہوگا؟

آپ نے غور فرمایا، حضور انور ﷺ سے صحابہ کرام کس بے تکلفی سے دل کی بات کہہ دیا کرتے تھے مگر جب وہ بے تکلفی، گستاخی و بے ادبی تک پہنچی تو پھر وہ صحابی، صحابی نہ رہا، گستاخ رسول و بے ادب ہو گیا، جس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کی گردن ماردی جائے ــــ پھر یہ بھی غور فرمائیں، حضور اکرم ﷺ نے ذوالخویصرہ کی کڑوی بات کو کس خندہ پیشانی سے برداشت فرمایا اور اس کو اس کڑوی بات کا نہایت میٹھا جواب عنایت فرمایا ــــ لیکن اس کے بعد سرکار دوعالم ﷺ کی نگاہ مبارک مستقبل کا ایک ایک پردہ اٹھا کر ہم کو خبردار کرتی ہے، جو یہ کہتا ہے کہ حضور انور ﷺ کو (معاذ اللہ) دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، وہ دیکھے کہ آپ کی نظر کہاں تک دیکھ رہی ہے ــــ سنئے ــــ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

"یہ ابھی زندہ رہے گا، اس کی نسل سے لوگ نکلتے رہیں گے۔"

پھر ذوالخویصرہ کی نسل کی نشانیاں بیان فرمائیں، ان نشانیوں کو ذرا غور سے پڑھیں اور پھر دیکھیں کہ یہ کہاں کہاں پائی جاتی ہیں، ایسے لوگوں سے خود بچیں اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بچائیں ــــ اب یہ نشانیاں ملاحظہ فرمائیے۔

ا۔ یہ لوگ سروں پر بال نہیں رکھیں گے (یعنی سر منڈواتے رہیں گے)۔

۲۔ پاجاموں اور شلواروں کے پائنچے ٹخنوں سے بہت اونچے رکھیں گے۔
۳۔ لمبی لمبی نمازیں پڑھیں گے کہ دوسرے لوگ ان کی نمازوں کو دیکھ کر اپنی نمازوں کو حقیر سمجھیں گے۔
۴۔ یہ قرآن عمدگی سے پڑھیں گے مگر قرآن ان کی زبان پر ہوگا ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔
۵۔ زبانیں شکر جیسی میٹھی ہوں گی مگر دل بھیڑیوں سے زیادہ سخت اور برے ہوں گے۔
۶۔ صورت شکل سے بڑے نیک معلوم ہوں گے مگر دین سے اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے جس طرح تیر اپنے شکار سے نکل جاتا ہے۔
۷۔ یہ لوگ خود برے ہوں گے اور برائی ہی پھیلائیں گے۔

آپ نے یہ نشانیاں ملاحظہ فرمائیں، جو مخبر صادق حضرت محمد ﷺ نے چودہ سو برس پہلے ارشاد فرمائیں ___ اہل سنت وجماعت سے کٹنے والے ہر فرقے میں آپ ان نشانیوں میں سے کوئی نہ کوئی نشانی ضرور پائیں گے ___ پھر ایک نشانی اور ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جس کی نشاندہی فرمائی ہے اور وہ یہ کہ ایسی قرآنی آیات جو بتوں اور کفار ومشرکین سے متعلق ہیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کیا جائے گا گویا یہ آیات انہیں کے لئے اتری ہیں، ایسے لوگوں کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدترین خلائق قرار دیا ہے۔ سنئے وہ کیا فرماتے ہیں۔

مخلوق الٰہی میں سب سے برے وہ لوگ ہیں جو کافروں اور مشرکوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

اس معیار کو سامنے رکھ کر باطل فرقوں کا پہچاننا آسان ہو جائے گا۔ جمعۃ المبارک کے خطبات اور عام تقریروں میں بعض حضرات یہی کرتے ہیں اور ان کو نہیں معلوم کہ وہ اپنے اس عمل سے بدترین خلائق میں شمار کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

دور جدید کے مسلمان نوجوان اختلافی کشمکش سے کچھ گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ہم کدھر جائیں؟ ___ جو کچھ عرض کیا اس کی روشنی میں منزل کا تعین کرنا آسان ہو جائے گا ___ فاضل مصنف نے خوب فرمایا کہ ہم ادھر جائیں جدھر محبت ہی محبت ہو ___ سرکار دو عالم ﷺ سے محبت، اہل بیت اطہار سے محبت، ازواج مطہرات سے محبت، صحابہ کرام سے محبت،

تابعین سے محبت، تبع تابعین سے محبت، محدثین و فقہاء سے محبت، اہل اللہ سے محبت، علمائے حق اور مشائخ کرام سے محبت۔۔۔۔ غرض جس راہ میں محبت کے پھول بکھرے ہوں، اسی راہ پر چلیں اور اس راہ سے بچیں جہاں خار ہوں، کانٹے ہی کانٹے ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ ہمارے دلوں کو محبت سے آباد رکھے اور اپنے حبیب ﷺ کی ایسی محبت عطا فرمائے جس کے آگے دنیا کی ساری محبتیں ہیچ ہو جائیں۔ آمین، بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم

اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے
آمین!

۲۱ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ

۲۳ جون ۱۹۹۲ء

ڈاکٹر محمد مسعود احمد

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

پیش نوشت

سچ عرض کروں، دینی، روحانی اور علمی معاملات میں میری حیثیت ایک طالب علم کی ہے۔ حرف و لفظ کی یہ جو تھوڑی بہت پہچان اور انہیں برتنے کا جو کچھ سلیقہ آیا ہے، وہ بیشتر اپنے ماحول کے سبب سے ہے اور والدین کریمین، دادا حضور، نانی اماں اور اساتذہ و مشائخ کی بدولت ہے۔ ان محترم و معزز ہستیوں نے زندگی کے ہر مرحلے پر میرے شعور کی رہنمائی کی ہے۔ بچپن ہی سے کتاب و قلم، مدرسہ و مکتب، دینی و روحانی مباحث و مشاہدہ سے کسی نہ کسی طور واسطہ رہا۔ زندگی کی تین دہائیاں گزر چکی ہیں۔ مجھے اندازہ ہے کہ آگے سمندروں کا سفر ہے اور کشتی حیات بہت ناپائیدار، بڑی بے اعتبار ہے تاہم ایک یقین ہے کہ کچھ اپنی طلب و جستجو اور ذوق و شوق، کچھ اپنے بزرگوں کی لطف و عنایت اور رفیقوں کی دعائیں زادِ راہ ہیں تو ان شاءاللہ سرخروئی ہی نصیب ہوگی۔

پہلے بھی یہ احساس بہت آزار پہنچاتا تھا، گزشتہ دنوں افریقی ممالک جانے کا اتفاق ہوا تو شدت اور بڑھ گئی۔ اپنے وطن اور وطن سے دور اسلام کے پیروان کار میں یہ بوالعجبی خوب دیکھی کہ یہ اپنے ہی گریباں کے درپے ہیں۔ کسی اور پر کیا انگلی اٹھایئے، مدینے کے یہ (نام نہاد) رہرو، راستی اور راست بازی کے (دعوے دار) مبلغ، امن و سلامتی کے (بزعم خود) علم بردار، خود اپنے زبان و قلم اور عمل و کردار سے اپنی ملت و جمعیت، اپنے محراب و منبر کو رسوا کر رہے ہیں۔ یہ الیہ بیان کرتے ہوئے دل خون ہوتا ہے کہ ہم اپنی توانائیاں اسی چپقلش اور باہمی کشیدگی میں صرف کر رہے ہیں۔ کیا ستم ہے کہ نزاع و اختلاف بھی اپنے مرکز و محور سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بخیر دین

اسلام کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ رسول ہی کی عظیم و جلیل ہستی کی تفسیر و تعبیر، تشریح و توصیف میں اختلاف ہے۔ میرا رسول (ﷺ) میرا ایمان ہے کہ آئینے کے مانند ہے۔ وہ رحمت عالم، نور مجسم، شفیع معظم ہے (ﷺ)۔ اس نے درندوں سے بدتر انسانوں کو آدمیت کا شرف بخشا، اس نے اپنے خلق عظیم سے نفرتوں کو محبت میں تبدیل کر دیا۔ اس مقدس و مطہر رسول اکرم ﷺ کی تعلیم و تربیت نے صحرا اول میں جانوروں کے پیچھے چلنے والوں کو آنے والی نسلوں کا پیشوا بنایا۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے دنیا بھر میں کسی اور دین و مذہب کا ماننے والا ایسا نہیں ملا جس نے اپنے دین کے بانی کے لئے اتنی متضاد و مختلف باتیں کی ہوں، ایسی باتیں جو بے ادبی، گستاخی اور دریدہ دہنی کے ذیل میں آتی ہیں۔ شاید کبھی کسی دوسری ملت کے لوگوں نے یہ وتیرہ روا نہ رکھا ہو جو ہم محسن انسانیت، رہبر کامل، محسن اعظم ﷺ کے لئے روا رکھتے ہیں۔

یہ بات بڑی ناقابل فہم ہے کہ اپنے نبی، ختمی مرتبت ﷺ کی ذات و صفات کو تنقید و تنقیص کا ہدف بنانے والے اپنے فکر و عقیدہ میں اگر اتنے ہی پختہ ہیں، انہیں معلوم حقیقی اللہ سبحانہ کا عظیم الشان رسول (ﷺ) پسند نہیں اور اس کے خصائص و کمالات، تعظیم و توقیر گوارا نہیں تو ایسے نبی پر ایمان اور اس کی پیروی پر انہیں اصرار کیوں ہے؟ اللہ سبحانہ کے نبی پر ایمان اور ان کی گفتار و کردار کی اتباع کے لیے ہم اپنے وضع کردہ، خود ساختہ طریقوں اور قاعدوں کے نہیں، کتاب و سنت کے پابند ہیں۔ نبی سے ہمارا تعلق کسی فلسفی مفکر، استاد، حاکم و محکوم، بادشاہ و رعایا، فاتح اور مفتوح اور آقا اور غلام کا (جبری) نہیں، ایک رہبر اور رہرو، ایک نبی اور امت کا ہے اور سب سے بڑھ کے یہ تعلق محبوب و محب کا ہے۔ عشق ہی رسول اللہ ﷺ سے ہمارے تعلق کی اساس ہے۔ وہ ہمارے آقا ہیں اور ہماری غلامی کوئی بیچی ہوئی یا خریدی ہوئی غلامی نہیں، خود اختیاری ہے۔ یہ نسبت تو عشق کی ہے، یوں وہ ہمارے فاتح بھی

ہیں، ہمارے حاکم بھی، ہمارے بادشاہ بھی، ہمارے استاد اعلیٰ بھی۔ مومن کا ایمان، مومن کو عشق اور تعظیم کا درس دیتا ہے اور عشق کی بات ہے تو اپنے حبیب کی طرف انگلی اٹھانا تو بجا، نگاہ اٹھانا بھی توہین کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ تو سرپہ سر نیاز کیشی اور نیاز مندی کا معاملہ ہے جناب! صاحبو! جو ہمارا کیا، خود اللہ کا محبوب ہو اس کا تو مقام ہی کچھ اور ہے، اس مقام کا کیا ٹھکانا! ؎

عشق سے ہو جائے ممکن ہے وگرنہ حل سے
کیا مقام مصطفیٰ ہے، فیصلہ دشوار ہے

لوگ کہتے ہیں "انہیں کہنے دو، ان کے جو جی میں آئے، ہرزہ سرائی کرنے دو، خاموش رہو اور اتحاد کی بات کرو۔ جو ہو رہا ہے اسے ایسا ہی رہنے دو، انسان چاند پر قدم رکھ چکا ہے اور یہ مولوی حضرات ابھی رویت ہلال ہی پر جھگڑ رہے ہیں۔" لوگ کہتے ہیں "جدت کی بات کرو، دین کو کچھ ماڈرن کرو، نئے ساز لاؤ، پرانے راگ، پرانے طور طریق بدلو، زمانہ تیزی اور تیز رفتاری کا ہے، یہ کہاں کے مسائل، کہاں کے اختلافات لے بیٹھے" بے شک، وقت بہت بدل گیا ہے لیکن ابھی نہیں بدلا کہ انسان، انسان سے بے نیاز ہو گیا ہو اور غیرت و حمیت، خودی و انا کی آگ انساں میں سرد ہو چکی ہو۔ یہ لوہے اور اشیاء کا اضافہ، فلک بوس شہروں کی تعمیر، مشینوں کی سربلندی اور ٹیکنالوجی کی برتری، یہ چمک دمک بہت حیران کن ہے۔ آدمی بہت کچھ بھٹک، بہت کچھ بھٹک گیا ہے۔ اس کی آنکھیں نئی روشنیوں کی تابناکیوں سے خیرہ ہیں، مگر کیا انسان بھی بدل گیا ہے؟ اس نے کیا سر کے بل چلنا شروع کر دیا ہے؟ اپنے حبیب پاک ﷺ کے بارے میں گمراہ ملاؤں کی موشگافیوں اور ریشہ دوانیوں سے غیرت کا لفظ بے معنی معلوم ہوتا ہے۔ کچھ بھی بیانات ان حضرات سے ان کے اجداد، خاندانی روایات اور رسم و رواج کے بارے میں صادر کئے جائیں تو یہ آمادۂ پیکار ہو جائیں۔ کوئی کسی کے

رفیق جاں کو برا بھلا کہے تو فوراً کسی مفتی کے پاس فتوے اور قاضی کے پاس قانون پوچھنے نہیں جاتا، خود خنجر اٹھاتا ہے اور اس گستاخ، دریدہ دہن سے ذرا سی رو رعایت نہیں کرتا۔ یہ تو عام رشتوں ناتوں، خونی اور سماجی رشتوں ناتوں کا معاملہ ہے اور جہاں بات نبی کی ہو اور مسلمانوں کے نبی ﷺ کی، وہاں تو صورت ہی دگر ہوتی ہے۔ نبی سے اس کے امتی کا ناتا سب سے الگ، ہر دنیوی رشتے سے سوا ہے۔ یہ دماغ کا نہیں، دل کا معاملہ ہے۔ یہ روح کا، روحانیت کا، سچی، سلامتی اور عشق کا رشتہ ہے۔ نبی کا کوئی جاں نثار جاں سپار اپنے محبوب کے بارے میں ان نازیبا کلمات پر کس طرح خاموش بیٹھا رہ سکتا ہے؟ یہ سب سے بڑی دل آزاری ہے۔ نادہندوں، ناسپاس گزاروں کے ستم کا یہ طور عرصے سے جاری ہے اور اب کچھ زیادہ ہی شدید ہو گیا ہے۔

یہ اختلاف برائے اختلاف والی بات نہیں، مختلف ہونا جدا بات ہے، مخالف ہونا جدا۔ ستم ظریفوں، مخالفوں کے تمام اعتراضات و اختلافات کی بنیاد ان کی خام عقل ہے۔ انسانی عقل کی بساط ہی کتنی ہے؟ شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے، منزل نہیں ہے

انسانی عقل نے امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ بہت کمالات کیے ہیں۔ انسانی عقل کی کرشمہ کاری سے آج انسان پرندوں کے مانند آسمانوں میں پرواز کر رہا ہے، انسان نے خود کو پر لگا دیے ہیں۔ انسان نے اپنے جیسے لوہے کے (گویا) انسان بنائے ہیں جو اس سے زیادہ محنت و مشقت، سرگرمی و مستعدی سے کام کرتے ہیں۔ انسان کی آواز اب اتنی بلند ہو گئی ہے کہ قطب شمالی سے کوئی پکارے تو قطب جنوبی تک سنی جائے اور فاصلے [illegible] کا سب سے محیر العقول کارنامہ، فاصلوں کا سمٹاؤ ہے۔ انسان نے شرقاً

غرباً، شمالاً، جنوباً دنیا کو مختصر کر دیا ہے۔ وہ ناشتہ مشرق میں کرتا ہے تو ظہرانہ مغرب میں، مگر انسان اتنی قوت و قدرت کے بعد بھی کیسا بے بس اور بے کس ہے، کیسا محدود اور حقیر۔ اس نے دنیا کو وباؤں سے پاک کر دیا ہے، مگر وہ موت سے بچنے پر قادر نہیں، اس نے فطرت کو مسخر کیا ہے مگر وہ آندھیوں، طوفانوں اور آتش فشانوں کی مزاحمت سے قاصر ہے۔ انسانی عقل آج تک یہ عقدہ حل نہ کر سکی کہ ایک آدمی کے انگوٹھے کا نقش، دوسرے آدمی کے مطابق کیوں نہیں ہے۔ یہ تو چھوٹی سی بات ہے، سب سے بڑی حیرت تو خود یہ کائنات ہے۔ یہ زمیں آسماں، چاند تارے، یہ دریا، سمندر، سبزہ و گل، صبح و شام کا یہ سحر، موسموں کی یہ نیرنگیاں اور یہ قوس قزح، رنگوں کی کہکشاں، یہ سیلاب رنگ و نور، یہ سب کیا ہے، کیوں ہے اور کس کے لئے

موت و زیست اور یہ کائناتی نظام انسانی عقل کی دسترس سے باہر ہے۔ اللہ سبحانہ نے بے شک انسان کو عقل دی ہے مگر بے حد و حساب نہیں۔ جنہوں نے اپنی حد سے تجاوز کیا، وہ الجھتے چلے گئے۔ آنکھ اتنا ہی دیکھ سکتی ہے جتنا اس کے اختیار میں ہے۔ دماغ اتنا ہی سوچ سکتا ہے جس کا یہ متحمل ہے، اس سے آگے شریانیں پھٹ جاتی ہیں۔ عقل منزل نہیں ہے۔ منزل ہوتی تو انسانوں کی ہزارہا نسلیں گزر چکی ہیں، انسان کسی منزل پر پہنچ گیا ہوتا۔ عقل، راستہ ہو سکتی ہے، منزل نہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے

شاید اسے عشق بھی نہ سمجھے
جس کرب میں عقل مبتلا ہے

عقل کے لئے کرب لازم ہے کہ عقل نہایت کم مایہ ہے، یہ تو ساتویں ... جلد ہانپنے لگتی ہے۔ عشق بجائے خود منزل ہے۔ عشق انسان کی فضیلت ہے اور کائنات عاشق کے آگے کسی سراب کے مانند ہے۔ عاشق خود ایک کائنات ہے۔ عشق حقیقت ہے یہی منزل اور یہی آب حیات و بقائے دوام۔ عقل ابتداء ہے، عشق انتہا۔ عقل کیت

ہے، عشق بغیت۔ عقل آدمی کا وصف ہے، عشق آدمی کی معرفت۔ عقل شک ہے،
عشق یقین۔ الغرض عقل کہیں انکار ہے کہیں اقرار ہے تو عشق محض اقرار۔ عقل
خواب ہے تو عشق تعبیر۔ عقل سراب ہے تو عشق حقیقت۔ (عقل سے مراد گستاخی،
بہتان، الزام و دشنام نہیں ہے)۔ عشق کا درجہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے
پوچھیے۔ روایت ہے کہ "اس کی روح عالم ارواح میں ستر ہزار برس پرواز کرتی ہے اور
یہی کہتی ہے کہ شان مصطفی ﷺ کی حد معلوم نہیں ہو سکی۔"

ہم دیوانے شہر یار، شہر مدینہ کو عقل سے نہیں، عشق سے جانتے پہچانتے ہیں۔
یہاں عشق ہے۔ اعتراضات، اختلافات عقل کی کارستانی ہیں، عشق کا یہ طور نہیں۔
عشق تو سراپا تسلیم و رضا ہے۔ عشق سوچتا نہیں، دیکھتا ہے۔ اپنے محبوب کا جلوہ،
اپنے حبیب کا جمال۔ وہ تو حکم سنتا ہے اور سر جھکاتا ہے۔ اسے تو اپنے حبیب کی ہر ادا
بھاتی ہے، وہ تو حبیب کے وجود کا حصہ ہے، اس کا سایہ اور اس کا پرتو۔

ہمارا رسول ﷺ اللہ سبحانہ کی طرف سے زمین پر بھیجا گیا آخری تاجدار ہے۔ وہ
انسانوں کا، فرشتوں کا، جنوں کا، حور و غلماں کا رسول ہے۔ وہ شجر و حجر، ذروں، قطروں،
چوپایوں، کوؤں، مچھلیوں سب و کل کا رسول ہے۔ اس پر خود خالق حقیقی درود و سلام بھیجتا ہے،
اس کی زلفوں اور چہرے کی قسم یاد فرماتا ہے، اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت، اس کی
بیعت کو اپنی بیعت فرماتا ہے۔ اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ، اس کی پیروی کو اپنی رضا قرار
دیتا ہے۔ اس کے غلاموں کو جنت کی بشارت عطا فرماتا ہے اور منکروں کو دوزخ کے
آلام سے متنبہ کرتا ہے۔

دیوبند سے بریلی، اندھیرے سے اجالے تک اور عقل خام سے عشق
صادق تک ایک سو کی دوڑ ہے۔ بریلی کا معیار، عشق رسول (ﷺ) ہے کہ یہی جان
ایمان ہے، وہ کہتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

دیوبند کا شعار، بے مہار عقل ہے۔ ان کا فرمودہ ہے کہ "جیسا یہ علم غیب رسول اللہ (ﷺ) کو حاصل ہے ایسا جانوروں کو بھی ہے۔ (معاذ اللہ)

موازنہ و مقابلہ وہ کریں جنہیں خرد سے غرض ہے۔ اس خاک پائے آل رسول کا پیغام تو دعوت عشق ہے۔ عقل کا پیمانہ، جاہل اور عالم کی برابری گوارا نہیں کرتا تو نبی اور امتی کی برابری کیسے قبول کر لی جائے۔ امتی بھی بشر، نبی بھی بشر مگر یہ نبی (ﷺ) ایسا بشر ہے کہ بے مثل و بے مثال ہے۔ وہ سب سے یکتا یگانہ ہے۔ کوئی نہ اس کا ہم پلہ، کوئی نہ اس کا ہم مرتبہ۔ میرے نبی (ﷺ) کے بارے میں ارشاد ربانی ہے "یہ اپنی خواہش سے لب بھی نہیں ہلاتا، اس کے ہونٹ تبھی حرکت میں آتے ہیں جب ہماری وحی ہوتی ہے۔" وہ نبی ﷺ اپنی زبان حق ترجمان سے خود کہتا ہے "میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔" (لستُ مثلکم)

جب قرآن نے کہا کہ اے نبی (ﷺ) فرما دو، میں ظاہر صورت بشری میں تمہاری طرح ہوں۔ اس رمز و کنایہ سے مراد بشریت میں برابری ہی ہے تو رسالت کا انکار بھی کیا جائے کیونکہ وحی ربانی کے لئے تمام خصائص و کمالات اور اقتدار و شرف ہر بشر کا خاصہ نہیں۔ یوں بے شمار عقلی توجیہیں کی جا سکتی ہیں۔ اس ارشاد کی حقیقت یہ ہے کہ (نبوت کے کمالات نبی کی خصوصیات دیکھ سن کر) عیسائیوں کی طرح نبی کو خدا نہ سمجھ بیٹھنا، نبی کا ظہور بھی بصورت بشر میں ہوا ہے، نبی ہرگز خدا نہیں۔

میں ان صاحبان عقل و ہوش سے سوال گزار ہوں کہ اگر برابری پر اصرار ہے تو بشریت مصطفیٰ کی کوئی ایک جھلک ہی اپنے اندر دکھا دو۔ رسول اکرم ﷺ کی برابری کا دعویٰ رسول کو محض بشر کہنا میرے مسلک میں بے ادبی اور کفر ہے۔ دور قرآن بتاتا

ہے کہ نبی کو اپنے مثل بشر کہنا کافروں کا طریقہ ہے۔ قرآن و حدیث میں اہل ایمان کے لئے کہیں ایسا کوئی فرمان نہیں کہ نبی کو اپنے جیسا بشر کہا جائے بلکہ قرآن میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو نبی (ﷺ) کو ہرگز اس طرح نہ پکارو۔

بہت عرصے سے میں اس قرض کا بوجھ سینے پر محسوس کر رہا تھا۔ آج اس کی ادائی سے خود کو کچھ سبک محسوس کرتا ہوں۔ ہر چند ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ جانے کتنے گوشے ابھی تشنہ رہ گئے ہیں۔ اسے قسط اول جانیے، باقی بشرط زندگی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سہی۔

میں نے کوشش کی ہے کہ عقل و خرد کے دعوے داروں کو انہی کی زبان میں جواب دیا جائے۔ دلائل و براہین، منطق و استدلال کی زبان میں۔ گو، میرے نزدیک تمام سوالوں کا جواب ایک ہی ہے اور وہ ہے عشق

ع عقل قرباں کن بہ پیش مصطفیٰ (ﷺ)

لیکن یہ سرمستی کی بات ہے ظاہر بینوں کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔

کتابچے کے مطالعے کے بعد کوئی وضاحت طلب ہو تو اس فقیر کا دروازہ کھلا ہے۔ ہر کتاب کا حوالہ درج ہے اور ہر حوالے کی سند موجود ہے۔ یہ کتابیں عام ہیں۔ کسی پر بہتان یا کذب باندھنا مومن کا قرینہ نہیں۔ ایک روز ہم سب کو میزان پر پہنچنا ہے۔ اس دن کا دھیان پیش نظر رکھے گا تو فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی ہوگا ورنہ قہر کی منزل کیا دور ہے

کوکب نورانی را احمد (ﷺ) شفیع

(اوکاڑوی غفرلہ)

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

رحمت عالم، نور مجسم، شفیع معظم حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "جس شخص نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) پڑھ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔" یہ ارشاد مبارک بالکل صحیح ہے کیوں کہ اسے رسول کریم ﷺ کی زبان حق ترجمان نے ادا کیا۔

اس زبان پر کسی شبہے کا گمان تک نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وہی زبان ہے جس نے انسانیت کو معبود حقیقی اللہ تعالیٰ کی پہچان عطا کی۔ یہ ارشاد مبارک عام دلیل ہے۔ اگر کوئی شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو وہ دین اسلام کا پابند ہو جاتا ہے۔ اس کلمہ پر مکمل یقین اور اس کی ہر طرح پابندی اس شخص پر لازم ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس کلمے کو پڑھ کر ضروریات دین میں سے کسی ایک قطعی بات کا بھی انکار کر دے تو خاص دلیل کی وجہ سے وہ شخص اس عام دلیل سے خارج ہو جائے گا کیوں کہ مومن ہونے کے لئے تمام ضروریات دین کو بہ تمام وکمال ماننا ضروری ہے اور دین کی کسی ایک قطعی بات کا انکار بھی کفر (کے لئے کافی) ہے۔

جس طرح کہ قادیانی مرزائی احمدی لوگوں نے صرف ختم نبوت کا انکار کیا اور ایمان سے خارج ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ ختم نبوت یعنی حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی ماننا یہ عقیدہ ہے، عمل نہیں اور ایمان دراصل صحیح اور ضروری عقائد کو ماننے کا نام ہے۔ جس کے عقیدے صحیح نہ ہوں وہ کلمہ طیبہ پڑھنے اور نماز روزے کے باوجود اپنے ایمانی دعوے میں سچا نہیں ہو سکتا۔ حضور اکرم ﷺ نے جب اس دنیا سے پردہ فرمایا تو کچھ قبائل صرف زکوٰۃ کے منکر ہو گئے حالاں کہ وہ نماز روزے کے منکر نہیں تھے مگر خلیفہ

رسول حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کیا۔ دین اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی قطعی و ضروری اسلامی عقائد کا انکار کرے اور توبہ نہ کرے تو اسے شرعی اصطلاح میں مرتد کہا جاتا ہے اور اس کی سزا شریعت میں قتل ہے۔ یہ اصول ہے کہ قانون کا منکر، غدار اور باغی کہلاتا ہے اور دنیا کے بھی ہر قانون میں غدار کی سزا قتل ہے۔

آج کل کے دور میں بہت لوگ ایمان و اسلام کے خود ساختہ ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں جب کہ ان کے عقائد ہرگز درست نہیں ہیں حالانکہ وہ قرآن پڑھتے ہیں اور نماز روزے کے پابند نظر آتے ہیں۔ کتاب و سنت کا جاننے والا ہر شخص بخوبی واقف ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے کلمہ و نماز پڑھنے والے بہت سے لوگوں کا نام پکار کر انہیں اپنی مسجد سے نکل جانے کا حکم دیا تھا۔ ان لوگوں کو قرآن و حدیث میں منافق کہا گیا ہے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ "وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور قیامت کو مانتے ہیں وہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہیں۔ اس کی وجہ بھی ارشاد فرمائی کہ ان لوگوں کے دل میں بیماری ہے۔" (سورہ بقرہ آیت ۸)

یقیناً وہ بیماری اختلاج قلب یا دل کی دھڑکن کی غلط حالت کی نہیں تھی بلکہ وہ بیماری یہ تھی کہ ان لوگوں کے قلبی نظریات یعنی عقیدے درست نہیں تھے۔ ہر چند کہ وہ لوگ کلمہ گو اور نمازی تھے مگر فرمان الٰہی یہی ہے کہ وہ مومن نہیں۔ دل میں بیماری کہنے سے مراد یہ ہے کہ یہاں دل سے ذہن میں ہوتا ہے۔ یوں کافر کا کفر اور منافق کا نفاق بھی دل میں نقش ہے، یعنی عقیدہ دل کے پختہ نظریے کا نام ہے اور آیات الٰہی صاف بتا رہی ہیں کہ جس کا عقیدہ درست نہیں وہ نماز روزے کا کتنا ہی پابند کیوں نہ ہو وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔

پڑھنے والے حضرات اور خصوصی طور پر نوجوان نسل اس مرحلے پر بہت

زیادہ ذہنی انتشار کا شکار ہو جاتی ہے اس لئے کہ مسلمانوں میں کئی ہی گروہ ہیں اور ہر گروہ کتاب و سنت سے اپنے بارے میں صحیح ہونے کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے مخالف کو غلط بتاتا ہے۔ ہر گروہ کے علماء داڑھی رکھے ہوئے ہیں نماز روزے کے پابند ہیں، سب ہی قرآن و حدیث پڑھتے ہیں، بڑے علم والے ہیں اور اپنے موقف کے لئے اپنی دانست کے مطابق خوب دلائل پیش کرتے ہیں۔ ہم غریب پڑھنے والے کس کو درست سمجھیں اور کس کو غلط سمجھیں؟ چنانچہ اس کشمکش کی وجہ سے انہوں نے مولویوں کو سننا اور مسجدوں میں جانا ہی چھوڑ دیا۔

اس کے جواب میں نہایت دیانت اور خوف الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عام مولویوں کی اس تضاد بیانی سے لوگوں کو واقعی بہت پریشانی ہے۔ تمام لوگ دینی علوم سے پوری طرح آگاہ نہیں ہیں اس لئے وہ سچ اور جھوٹ، صحیح اور غلط کو نہیں پہچان پاتے اور حقیقت احوال سے بے خبر ہونے کی وجہ سے انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی کوتاہی ہے کہ وہ دنیا بھر کی دوسری باتوں اور علوم و فنون کے ساتھ ساتھ توجہ اور دلچسپی سے دینی علوم و معارف حاصل نہیں کرتے اور وہ مولوی کہلانے والے حضرات جو لوگوں تک حق بات نہیں پہنچاتے وہ اپنی دینی ذمہ داری اور منصبی فرائض کو دیانت و صداقت سے پوری طرح ادا نہیں کرتے، وہ شاید یہ بھول چکے ہیں کہ ہم سب کو ایک دن اس فانی دنیا سے رخصت ہو کر قبر کی اندھیری کوٹھری میں جانا ہے اور میدان حشر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو کر اس کے سامنے اپنے عقائد و اعمال کے لئے جواب دہ ہونا ہے۔ وہ شاید یہ بھی بھول چکے ہیں کہ عوام کے سامنے جھوٹ اور غلط بات کو دھوکے سے سچ بنا کر پیش کیا جا سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھوٹ کو سچ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ غلط عقائد و اعمال کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے جو لوگ دوسروں کی نسبت دارِ شر اور

عذاب الٰہی کے زیادہ مستحق ٹھہریں گے۔

یہ سوال انہیں نہیں ہوناچاہیے کہ جس طرح کسی نیکی کے بتانے والے کو اس نیکی کی پیروی کرنے والوں کی نیکیوں کے مجموعے کے برابر ثواب ملتا ہے اسی طرح کسی برائی اور غلط بات کے بتانے اور سکھانے والوں کو اس برائی اور غلط بات کی پیروی کرنے والے تمام لوگوں کی برائیوں کے مجموعے کے برابر گناہ اور عذاب ہوتا ہے۔ ہر وہ شخص جسے ہر سمے خوف الٰہی کا خیال رہتا ہے اور موت یاد رہتی ہے وہ ہر غلطی و برائی سے بچتا ہے۔ اگر نادانی یا کسی اور وجہ سے اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ فوراً توبہ کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ بہت برا ہے۔ بلا شبہ وہ نادان ہے، خوف الٰہی جس کے دامن گیر رہتا ہے۔ (راس الحکمۃ مخافۃ اللہ)

قارئین کرام! قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے کہ قرآن انہی لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نافرمانی نہیں کرتے، ایسے لوگوں کو متقی کہا جاتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ "قرآن سے بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں"۔ اس ارشاد میں گمراہ ہونے والوں کا ذکر پہلے ہوا ہے۔ ثابت ہوا کہ ہر قرآن پڑھنے والا ہدایت یافتہ نہیں۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ قرآن لوگوں کو گمراہ کرتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ قرآن کے الفاظ و معانی کو ان کے اصل مفہوم کے مطابق نہیں سمجھتے بلکہ اپنی ذاتی رائے کو اہم سمجھتے ہوئے اپنے ناقص علم کی بنیاد پر قرآن کے مفہوم کو بدل دیتے ہیں اور اپنے لئے تباہی و بربادی کی راہیں ہموار کرتے ہیں۔ چنانچہ تبلیغی نصاب (جس کا نام بدل کر فضائل اعمال رکھ دیا گیا ہے) مرتبہ شیخ محمد زکریا صاحب کے، حصہ "فضائل قرآن" میں یہ حدیث شریف موجود ہے، وہ لکھتے ہیں "حضرت عمر حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ اس کتاب یعنی قرآن پاک کی وجہ سے کتنے

ہی لوگوں کو بلند مرتبہ کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔" اس حدیث کو (جو مسلم شریف میں ہے) نقل کر کے محمد زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ "کلام اللہ شریف کی آیت سے بھی یہ مضمون ثابت ہوتا ہے" ایک جگہ ارشاد ہے یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا۔ حق تعالیٰ شانہ اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے، وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا۔ اور ہم نے نازل کیا قرآن کو جو شفاء و رحمت ہے ماننے والوں کے لئے اور ظالموں کے لئے یہ خسارے اور نقصان کا زیادہ کرنے والا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ اس امت کے بہت سے منافق قاری ہوں گے۔ بعض مشائخ سے احیاء میں نقل کیا ہے کہ بندہ سورت کلام پاک کی شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ فارغ ہو، اور دوسرا شخص ایک سورت شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے ختم تک اس پر لعنت کرتے ہیں۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ آدمی تلاوت کرتا ہے اور خود اپنے اوپر لعنت کرتا ہے اور اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ قرآن شریف میں پڑھتا ہے الا لعنۃ اللہ علی الظالمین اور خود ظالم ہونے کی وجہ سے اس وعید کو داخل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پڑھتا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور خود جھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کا مستحق ہوتا ہے۔" (صفحہ ۱۳۔ فضائل قرآن)

مذکورہ عبارت سے آپ نے خوب اندازہ کر لیا کہ قرآن سب کے لئے شفاء اور رحمت نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کے لئے نقصان اور گھاٹے کا زیادہ کرنے والا ہے۔ اس طرح کہ لوگ قرآن پڑھ کر، بار بار پڑھ کر بھی خود کو درست نہیں کرتے تو جرم پہ جرم کرے اور جرم پر قائم رہنے کی وجہ سے اپنے نقصان اور عذاب میں خود ہی خوب

اضافہ کرواتے ہیں۔ ایک شخص جھوٹا ہے اور قرآن میں صاف طور پر جھوٹوں کے لئے لعنت کا بیان ہے اور لعنت بھی اللہ تعالیٰ کی۔ تو وہ شخص اگر قرآن پڑھ رہا ہے جھوٹ سے سچی توبہ نہیں کرتا، جھوٹ کا علاج نہیں کرتا تو وہ اپنے لعنتی ہونے پر قرآن سے خود ہی گواہی پیش کر رہا ہے۔ یوں اس کا قرآن پڑھنا اس کو فائدہ نہیں دے رہا۔ آپ خود ہی کہئے کہ وہ قرآن پڑھ کر فائدہ حاصل کر رہا ہے یا نقصان؟ آپ کا جواب یہی ہوگا کہ وہ اپنا نقصان کر رہا ہے۔ فائدہ اسے صرف اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی غلطی، کوتاہی کا ازالہ کرے اور خود کو درست کرے۔ اسی طرح ظالموں کے لئے قرآن میں اللہ تعالیٰ کی لعنت کا بیان ہے۔ اگر ظالم اپنے ظلم سے سچی توبہ نہیں کرتا تو وہ بھی یقیناً قرآن پڑھ کر اپنے لعنتی ہونے کی تصدیق کر رہا ہے اور قرآن سے اپنے نقصان میں اضافہ کر رہا ہے۔

قرآن اسے نقصان نہیں دے رہا بلکہ قرآن تو صاف بتا رہا ہے کہ ظالم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور یہ بات بھی تنبیہ کرنے کے لئے بتائی جا رہی ہے، تاکہ ظالم شخص اللہ تعالیٰ کی لعنت سے بچے۔ اس کے باوجود اگر ظالم خود کو درست نہ کرے تو پھر عذاب الٰہی ہی اس کا مقدر ہے۔

توجہ کیجئے آیت ربانی میں یہ کیوں ہے کہ قرآن ظالموں کے نقصان میں اضافہ کرتا ہے اور ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس لئے کہ کافر تو قرآن پڑھتے نہیں، وہی قرآن پڑھتا ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے۔ ثابت ہوا کہ بہت سے مسلمان کہلانے والے ظالم ہیں اور ظالم پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔

محترم قارئین! ظلم کیا ہے؟ ظلم کسے کہتے ہیں؟ ظلم کی پہچان یہ ہے "وضع الشئ فی غیر محلہ" چیز کو اس کے محل کے غیر پر رکھنا۔ آسان لفظوں میں یوں کہیے کہ چوری "ظلم" ہے [illegible] "ظلم" ہے۔ کام کسی کا اور نام کسی کا۔ صحیح کو غلط کہنا

اور غلط کو صحیح کہنا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام اور احکام کو بدلنا اپنی طرف سے معنوں کو تبدیل کرنا اس میں کمی بیشی کرنا۔ آیت جس کے بارے میں ہو اس کو کسی اور کے بارے میں بتانا، یہ ظلم ہے اور ایسا کرنے والا ظالم ہے۔

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "مخلوق الٰہی میں سب سے برے وہ لوگ ہیں جو کافروں اور مشرکوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔" (بخاری، ص ۱۰۲۴، ج ۲)

اور صحابہ میں خوارج کا گروہ، منافقین ایسا کرتے تھے۔ آج بھی سینکڑوں مولوی کہلانے والوں کا یہی وطیرہ ہے کہ وہ لوگ بتوں اور مشرکوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتیں نبیوں، ولیوں اور ایمان والوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ سننے پڑھنے والوں کو آیت کا شان نزول معلوم نہیں ہوتا کہ آیت کب اور کس کے بارے میں نازل ہوئی تو وہ اس مولوی کہلانے والے سے سنتے ہیں اور نا سمجھی کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ مگر افسوس ان پر ہے جو خود کو مولوی کہلاتے ہیں اور خود کو دین کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں، وہ علم رکھنے باوجود بھی ایسی شدید غلطی کرتے ہیں اور مخلوق کو گمراہ کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان لوگوں کو خوارج میں شمار کیا ہے۔ ان کے ارشاد کے مطابق ایسی حرکت کرنے والے اور منافق خوارج کی پیروی کرنے والے سب بدترین خلق ہیں۔

امت مسلمہ کے ان جوانوں سے جو اپنے مولویوں کی وجہ سے روحانیت اور روح اسلام سے دور ہو رہے ہیں، میری گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عقل سلیم دی ہے آپ خود سوچئے غور و فکر کیجئے۔ آپ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حلوے مانڈے کے بٹوارے کا جھگڑا ہے، ہرگز نہیں۔ یہ اصول یاد رہے کہ "تعرف الاشیاء

http://www.NooreMadinah.net

باضدادھا" ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ رات سے دن کا پتا چلتا ہے، بدبو سے
خوشبو کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور ایسے دین فروش مردوں سے علمائے حق کا پتا چلتا
ہے۔ کیا آپ سچ اور جھوٹ کو یکساں قرار دیں گے؟ ہرگز نہیں، تو یقین کیجئے اصل
جھگڑا یہی ہے۔ آپ یقیناً جاننا چاہیں گے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے؟ کون صحیح ہے
اور کون غلط ہے؟ علمائے حق کون ہیں اور باطل طبقہ کون سا ہے؟ نہایت دیانت کے
ساتھ خوف الٰہی رکھتے ہوئے ذمہ داری کے ساتھ یہ خادم دین وملت عرض کرتا ہے،
توجہ فرمائیں۔

امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے
ہمیں مخلوقات کی ابتداء سے لے کر اہل جنت کے جنت اور اہل نار کے دوزخ میں داخل
ہونے تک کی خبریں دیں۔ (بخاری شریف ص ۴۵۳ ج ۱)۔ اس حدیث شریف سے
معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ باذن اللہ تعالیٰ کی عطا سے از ابتدا تا انتہا سب احوال
سے باخبر تھے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ "میری امت ۷۳ گروہوں
میں بٹ جائے گی ان میں سے ایک گروہ جنت میں جائے گا اور ۷۲ گروہ دوزخ میں
جائیں گے۔ صحابہ نبوی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
ﷺ وہ نجات پانے والا گروہ کون سا ہوگا؟ فرمایا کہ وہ ناجیہ فرقہ جماعت ہوگا
اور یہ ہے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا۔" (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حدیث کی مشہور متفقہ صحیح کتابوں میں سے ابن ماجہ میں ہے کہ "حضرت انس
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سنا
حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ جب تم (امت
میں) اختلاف دیکھو تو سب سے بڑی جماعت (عظمت والی جماعت) کو لازم پکڑو۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) جن فرقوں

میں بٹ جائے گی ان میں سے ایک بڑی جماعت ہوگی اور اسی کے ساتھ کامل وابستگی کا حکم دیا گیا ہے کہ وہی جماعت جنت میں جانے والی جماعت ہے اور اس کے سوا باقی تمام فرقے جہنم کے مستحق ہوں گے۔ رسول کریم ﷺ نے بڑا احسان فرمایا کہ اس نجات پانے والی (ناجیہ) جماعت کی پہچان بھی بتادی ورنہ ہر فرقہ خود کو ناجیہ جماعت ہی کہتا۔ معلوم ہوا کہ ناجیہ جماعت کوئی فرقہ نہیں اور اس جماعت کے عقائد واعمال کی پابندی اور تبلیغ واشاعت کو فرقہ واریت ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ ہوسکتا ہے قارئین یہ کہیں کہ واضح ارشاد نبوی ﷺ کے باوجود بھی ہر فرقہ خود کو ناجیہ کہتا ہے تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ ہر مدعی اپنے دعوے میں اس وقت تک سچا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے دعوے پر صحیح دلیل پیش نہ کرے اور اپنی حقانیت کو قرآن وسنت سے صحیح ثابت نہ کرے۔ رسول کریم ﷺ نے وضاحت فرمادی ہے کہ ناجیہ گروہ بڑی جماعت ہوگا اور اس بڑے (عظمت والے) گروہ کی وابستگی کی تاکید فرمادی اور اس کی پہچان بتادی کہ وہ میرے اور میرے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے طریقے پر ہوگا۔ انہی ارشادات نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے مطابق ناجیہ جماعت کا عنوان "اہل سنت و جماعت" ہے جسے ایک لفظ میں "سنی" کہا جاتا ہے۔ (یعنی نبی پاک ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے کے مطابق عقائد واعمال والی جماعت)۔

ناجیہ جماعت کا تعارف حاصل کرنے کے بعد اپنے ذہن سے کچھ شکوک دور کیجئے۔ جس کسی کے ذہن میں سوال ابھریں کہ (۱) حدیث میں فرقوں کی تعداد ۷۳ بتائی گئی ہے جب کہ امت میں موجود فرقوں کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے (۲) موجود فرقوں میں بہت سے ہیں جو اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جب کہ اہل سنت صرف ایک جماعت ہوگی (۳) حدیث شریف میں ہے کہ جب امت میں اختلاف دیکھو، تو اس اختلاف سے کون سا اختلاف مراد ہے؟ ہر فرقہ اختلاف کی وجہ سے معرض وجود میں

آیا ہے اور ہر فرقے میں اختلاف موجود ہے۔

ان سوالوں کے جواب میں عرض ہے کہ امت میں بنیادی طور پر ۷۳ ہی فرقے ہیں۔ ۷۲ ناری اور ایک ناجی۔ ناری فرقوں اور ناجی جماعت میں ہر ایک گروہ کا الگ عنوان ہے جس سے تعداد کے زیادہ ہونے کا خیال ہوتا ہے۔ اس کو یوں سمجھے کہ جیسے کسی درخت کی جڑ ایک ہی ہوتی ہے لیکن شاخیں بہت ہوتی ہیں اور بڑی شاخوں سے مزید چھوٹی شاخیں (ٹہنیاں) نکلتی رہتی ہیں، تاہم شاخوں کی کثرت سے یہ لازم نہیں آتا کہ جڑیں بھی زیادہ ہوں۔ یوں بھی سمجھئے کہ ایک قبیلے میں کئی خاندان ہوتے ہیں اور ہر خاندان میں کئی افراد ہوتے ہیں۔ اسی طرح گمراہی اور بے دینی کی ۷۲ جڑوں سے بہت سی چھوٹی بڑی شاخیں اور ۷۲ ناری قبیلوں سے بہت سے خاندان اور ان خاندانوں سے ہزاروں افراد پیدا ہو جائیں تو یہ نہیں ہوگا کہ جڑوں اور قبیلوں کی تعداد بھی شاخوں اور افراد کے برابر ہو۔

۷۲ ناری فرقوں سے وہ گروہ مراد ہیں جن کی بنیادوں میں بے دینی، الحاد، کفر اور زندقہ ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ شاخوں کا وجود اور زندگی جڑ کے سبب سے ہے یعنی کوئی شاخ اپنی جڑ سے کٹ کر زندہ نہیں رہ سکتی۔ وہ ۷۲ جڑیں جو خود خراب ہیں وہ اچھی شاخیں پیدا نہیں کر سکتیں۔ وہ تمام فرقے اور ٹولے جو ان خراب جڑوں کی شاخیں ہیں وہ خواہ کسی تعداد میں ہوں ان کی اصل وہی ۷۲ ہوں گے۔ اب ناجیہ جماعت کا احوال سمجھئے کہ اس کی جڑ اور بنیاد میں روح اسلام و ایمان اور ہدایت و رحمت ہے۔ اس ایک اچھی جڑ سے جس قدر شاخیں نکلیں گی ان میں اچھی جڑ کے اچھے اثرات ہی ہوں گے۔ اس کی مزید وضاحت کردوں کہ شریعت کے چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اور آگے ان کی شاخیں اشعری، ماتریدی اور اسی طرح طریقت کے چاروں سلسلے نقش بندی، قادری، چشتی، سہروردی اور آگے ان کی شاخیں صابری، نظامی، اشرفی،

شاذلی، رفاعی، مجددی وغیرہ یہ سب "اہل سنت" جماعت ناجیہ ہیں، ان سب کی جڑ اور بنیاد ایک ہی ہے اور ان سب کے مابین ایسا کوئی واضح اختلاف نہیں جو اصولی ہو اور جس میں کفر و ایمان کا فرق پایا جائے۔ یہ خصوصیت صرف اہل سنت وجماعت کی ہے کہ ان کی تمام شاخوں میں عقائد و نظریات کی مکمل ہم آہنگی ہے اور ان کے عقائد و اعمال تواتر سے ثابت ہیں۔ وہ فرقے جو از خود اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اگر وہ اپنے دعوے کو صحیح اور سچا سمجھتے ہیں تو اہل سنت وجماعت والے عقائد و اعمال واضح طور پر خود میں ثابت کریں ورنہ ان کا دعویٰ باطل ہو جائے گا۔ اہل سنت ہونا اور اہل سنت کہلانا الگ الگ بات ہے۔ کسی گروہ یا ٹولے کا خود بخود اہل سنت کہلانا اس گروہ کے واقعی اہل سنت ہونے کی کافی دلیل نہیں۔ یاد رکھیے کہ صحیح اہل سنت کے سوا کوئی اور ایسی جماعت نہیں جو اپنی صداقت، قرآن وسنت سے کما حقہ ثابت کر سکے اور اپنے عقائد و اعمال نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطابق ثابت کر سکے۔ چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی شریعت وسنت کے مطابق اہل سنت وجماعت کے عقائد و اعمال کا تواتر ثابت ہے جب کہ باقی بیشتر فرقے نئی پیداوار ہیں اور ان کے عقائد و نظریات اور اعمال و احوال ہرگز قرآن وسنت سے اصلاً خوذ اور ثابت نہیں، بلکہ ان فرقوں نے قرآن وسنت سے غلط مفاہیم و مسخ کر کے اپنی گمراہی و تباہی کا خود سامان کیا ہے۔ ایسے لوگوں کے حصے میں ہدایت و رحمت نہیں ہے بلکہ دنیا و آخرت میں خسارا ہی ان کا حصہ ہے۔ اور اہل سنت وجماعت (فرقہ ناجیہ) کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم ﷺ اور رسول کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی پیروی اور غلامی کی دولت دنیا و آخرت میں اللہ کریم کی رحمتوں برکتوں اور تائید و نصرت کی بشارت و ضمانت عطا ہوئی ہے، انہی کو صراط مستقیم کی ہدایت ملی ہے اس لئے انہی سے وابستگی ضروری ہے۔

حدیث شریف میں جس "اختلاف" کا ذکر ہے اس کی وضاحت سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اختلاف دو طرح کا ہوتا ہے (۱) اصولی (۲) فروعی۔ دونوں طرح کے اختلاف کے بارے میں شرعی قوانین و احکام موجود ہیں۔ وہ اصولی یا فروعی اختلاف جس میں کفر و ایمان اور ہدایت و ضلالت کا واضح فرق ہو، وہ دوزخ کا مستحق بنا دیتا ہے۔ یہ بھی جان لیجئے کہ رسول کریم ﷺ کی امت دو طرح کی ہے (۱) امت اجابت (۲) امت دعوت۔ امت اجابت وہ ہے جو راسخ العقیدہ اہل ایمان افراد پر مشتمل ہے۔ تمام بدعقیدہ افراد امت دعوت کے زمرے میں آتے ہیں۔ وہ تمام گمراہ اور باطل فرقے جو بظاہر ایمان و اسلام کے مدعی ہیں، ان میں سے بعض فرقوں کی مطلق تکفیر نہیں کی گئی، کیوں کہ ان کے عقائد و نظریات میں فرق ہونے کے باوجود کفر و ایمان کا واضح فرق نہیں پایا گیا۔ لیکن یہ طے ہے کہ جس کسی کے عقائد و نظریات میں کفر و ایمان کا واضح فرق ہے اس کو ناری فرقہ ہی شمار کیا جائے گا۔ امت میں پیدا ہونے والے نئے فرقوں میں، دیوبندی وہابی تبلیغی فرقہ بھی خود کو نہ صرف "اہل سنت" (سنی) کہلانے کا خواہش مند ہے بلکہ اپنے سوا باقی سب کو مشرک و بدعتی اور باطل ثابت کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔

اس دیوبندی وہابی تبلیغی گروہ سے ہمارا اختلاف محض فروعی اور خواہ مخواہ کا نہیں ہے بلکہ اصولی اور بنیادی ہے۔ یقیناً آپ جاننا چاہیں گے کہ اختلاف کن باتوں پر ہے، ملاحظہ فرمائیے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کو گواہ بنا کر عدل و انصاف سے کہیے کہ کیا آپ ان باتوں کو تسلیم کر سکتے ہیں؟ کیا ایسے عقیدے رکھنے والے مسلمان اور اہل سنت ہو سکتے ہیں؟

دیوبندی وہابی تبلیغی گروہ کے چند عقیدے

(۱) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹ ج ۱)

(۲) اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم نہیں ہوتا کہ بندے کیا کریں گے جب بندے کرتے ہیں تو اللہ کو علم ہوتا ہے۔ (تفسیر بلغۃ الحیران ص ۱۵۷، ۱۵۸)

(۳) شیطان اور ملک الموت کا علم حضور اکرم ﷺ سے زیادہ ہے۔

(براہین قاطعہ، ص ۵)

(۴) اللہ تعالیٰ کے نبی کو اپنے انجام اور دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

(براہین قاطعہ ص ۵۱)

(۵) حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جیسا اور جتنا علم غیب عطا فرمایا ہے ویسا علم جانوروں، پاگلوں اور بچوں کو بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۷)

(۶) نماز میں حضور اکرم ﷺ کی طرف خیال کا صرف جانا بھی بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت برا ہے۔ (صراط مستقیم ص ۸۶)

(۷) لفظ رحمۃ للعالمین، رسول اللہ (ﷺ) کی صفت خاصہ نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے علاوہ بھی دیگر بزرگوں کو رحمۃ للعالمین کہہ سکتے ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲ ج ۲)

(۸) خاتم النبیین کا معنی آخری نبی سمجھنا، عوام کا خیال ہے۔ علم والوں کے نزدیک یہ معنی درست نہیں۔ حضور اکرم کے زمانے کے بعد بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ۳، ۲۵)

(۹) حضور اکرم ﷺ کو دیوبند کے علماء کے تعلق سے اردو زبان آئی۔

(براہین قاطعہ ص ۲۶)

(۱۰) نبی کی تعظیم صرف بڑے بھائی کی سی کرنی چاہئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۸)

(۱۱) اللہ چاہے تو محمد (ﷺ) کے برابر کروڑوں پیدا کر ڈالے۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۶)

(۱۲) حضور اکرم ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۹)

(۳) نبی و رسول سب ناکارہ ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹)

(۴) نبی کا ہر جھوٹ سے پاک اور معصوم ہونا ضروری نہیں۔ (تصفیۃ العقائد ص ۲۵)

(۵) نبی کی تعریف صرف بشر کی سی کرو بلکہ اس میں بھی اختصار کرو۔

(تقویۃ الایمان ص ۳۵)

(۱۶) بڑے یعنی نبی اور چھوٹے یعنی باقی سب بندے، بے خبر اور نادان ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۳)

(۱۷) بڑی مخلوق یعنی نبی اور چھوٹی مخلوق، یعنی باقی سب بندے اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۴)

(۱۸) نبی کو طاغوت (شیطان) بولنا جائز ہے۔ (تفسیر بلغۃ الحیران ص ۴۳)

(۹) گاؤں میں جیسا درجہ چودھری، زمیندار کا ہے ویسا درجہ امت میں نبی کا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۱)

(۲۰) جس کا نام محمد یا علی ہے (ﷺ) وہ کسی چیز کا مختار نہیں، نبی اور ولی کچھ نہیں کر سکتے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۱)

(۲) حضور اکرم ﷺ بے حواس ہو گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۵)

(۲۲) امتی بظاہر عمل میں نبی سے بڑھ جاتا ہے۔ (تحذیر الناس ص ۵)

(۲۳) دیوبندی علماء نے حضور اکرم ﷺ کو پل صراط سے گرنے سے بچا لیا۔

(بلغۃ الحیران ص ۸)

(۲۴) لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ اور اللھم صل علی سیدنا ونبینا اشرفعلی کہنے میں تسلی ہے کوئی خرابی نہیں۔ (رسالہ الامداد ص ۳۵، مجریہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ روداد مناظرہ (گیا) الفرقان ج ۳ ص ۵۸)

(وضاحت: یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کے میلاد کو بدعت اور ناجائز و حرام اور شرک کہنے والے دیوبندی وہابی تبلیغی حضرات سے یہ سوال ضرور کیجئے کہ دارالعلوم دیوبند کا جشن منانا اور مشرک عورت سے اس کا افتتاح کروانا اور اپنے علاوہ مفتیوں کے تعین کے ساتھ دن اور برسی منانا اجتماع کے لئے تاریخ اور جگہ اور وقت مقرر کرنا، سیرت کے جلسے کرنا، سیاسی و غیر سیاسی جلوس وغیرہ نکالنا، غیر اللہ کے نام سے ادارے قائم کرنا، غیر اللہ کی تشہیر کے لئے لوگوں سے مال اور دیگر مدد مانگنا وغیرہ کیوں کر جائز اور درست ہے؟)

(۳۵) معروف دن کی کو اکٹھا ثواب ہے (مگر شب برات کا حلوہ ناجائز ہے)۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۰ ج ۲)

(۳۶) اللہ کے ولیوں کو اللہ کی مخلوق سمجھ کر بھی پکارنا شرک ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۷)

(۳۷) نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ناجائز ہے۔

(فتویٰ مفتی جمیل احمد تھانوی، جامعہ اشرفیہ لاہور)

(۳۸) ہندو کی ہولی، دیوالی کا پرشاد وغیرہ جائز ہے۔ (مگر فاتحہ و نیاز کا تبرک ناجائز ہے)۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۳ ج ۲)

(۳۹) چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی وغیرہ میں کچھ حرج نہیں، اگر پاک ہو (مگر گیارہویں شریف اور نیاز کا پاک حلال کھانا بھی ہرگز جائز نہیں)۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۰ ج ۲)

(۴۰) ہندو (مشرک پلید) کی سودی روپے کی کمائی سے لگائی ہوئی پیاؤ (سبیل) کا پانی پینا جائز ہے (مگر محرم کے مہینے میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے مسلمان کی حلال کی کمائی سے لگائی ہوئی سبیل وغیرہ کا پاک پانی حرام ہے)۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳، ۱۱۴ ج ۳) ☆ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

☆ [illegible]

اس طرح کی اور بہت سی بکواسات اور ایمان شکن باتوں سے ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ یہ خادم اہل سنت، اللہ سبحانہ سے عفو و مغفرت کا طالب ہے، کیوں کہ میرا ایمان ان باتوں کو نقل کرتے ہوئے بھی خوف محسوس کرتا ہے۔ حالاں کہ ان عبارات کو نقل کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ قارئین جان لیں کہ دیوبندی وہابی تبلیغی حضرات سے ہمارے اختلاف کی بنیاد کیا ہے۔ یقین جانئے یہ ایسی باتیں ہیں جن کو پڑھ سن کر مسلماں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور ایماں گواہی دیتا ہے کہ یہ باتیں صرف کوئی دشمن رسول اور بے ایمان ہی کہہ سکتا ہے۔ اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے ہمیں ہر گستاخی و بے ادبی سے اور ان عبارتوں کے لکھنے اور ماننے والوں اور ان عبارتوں کے لکھنے والوں کو سچا مسلمان ماننے والوں سے اپنی پناہ خاص میں رکھے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین۔

قارئین کرام! فرمایئے کیا آپ ان عبارات پر ایمان رکھتے ہیں؟ آپ ایسے عقائد رکھتے ہیں؟ ان باتوں کو ماننے کے لئے تیار ہیں؟ آپ کو یہ حیرت ہوگی کہ ایسی باتیں کون کہہ سکتا ہے، کون لکھ سکتا ہے۔ آپ کہیں گے کہ جو خود کو مومن و مسلم کہتا ہے وہ ہرگز یہ باتیں کہہ نہیں سکتا مگر افسوس یہی ہے کہ یہ باتیں جاہل گنواروں نے نہیں، خود کو عالم زمانہ، مطاع الکل اور مجدد وقت، حکیم الامت کہنے والوں نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھی ہیں جو خود کو صرف مسلمان ہی نہیں کہلاتے بلکہ خود کو اسلام کی اتھارٹی سمجھتے ہیں۔ جب علمائے حق نے ان کو سمجھایا کہ یہ باتیں غلط ہیں ان سے توبہ کرو تو ہزار بار سمجھانے کے باوجود ان عبارتوں کے لکھنے والوں نے یہی جواب دیا کہ انہوں نے جو لکھا ہے صحیح لکھا ہے۔ ان سے کہا گیا کہ تم اپنے اور اپنے والدین کے بارے میں نامناسب تشبیہ کو گوارا نہیں کرتے اور رسول اکرم ﷺ کے بارے میں تو

اللہ سبحانہ کی طرف سے اجتنابِ ادب کا حکم ہے۔ انہیں سمجھانے کے لیے مثال دی گئی ہے۔ اگر تم کہیں کھڑے ہو اور ایک طرف سے تمہارے والد صاحب آ جائیں اور تمہارا کوئی جاننے والا کہے کہ تمہاری ماں کا خصم جی یا وہ آگیا جو تمہاری ماں سے مباشرت کرتا ہے، تو کیا تم پسند کرو گے؟ حالانکہ کہنے والا صحیح کہہ رہا ہے۔ کیونکہ تمہارا باپ یقیناً تمہاری ماں کا خصم ہے اور دوسری بات بھی درست ہے مگر یہ انداز غیر شائستہ، غیر مہذب اور بد تمیز ہے۔ اور اگر وہ کہتا کہ آپ کے ابا حضور، آپ کے والد محترم تشریف لے آئے تو یقیناً یہ الفاظ مسرت کا باعث ہوتے۔

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔ کہاں ہم کہاں اللہ تعالیٰ کا رسول (ﷺ) اگر بالفرض آپ کو اللہ تعالیٰ کے نبی پیارے نبی، نبیوں کے نبی ﷺ سے کمال عقیدت و محبت نہیں ہے تو بھی آپ ایسی تشبیہات اور وہ الفاظ استعمال نہ کریں جو کسی طور مناسب نہ ہوں۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں جو مرتبت رکھتے ہیں وہ قرآن کریم سے اظہر من الشمس ہے۔ قرآن کی ترتیب میں "یاایھا الذین آمنوا" کے الفاظ پہلی مرتبہ جہاں آتے ہیں وہاں اہل ایمان کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ تخاطب میں بھی میرے نبی (ﷺ) کا ادب ملحوظ رکھو (لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا) (سورہ بقرہ آیت ۱۰۳) انہیں ہرگز یہ نہ کہو کہ ہماری رعایت کیجیے بلکہ یہ عرض کرو کہ ہم پر نظر فرمائیے۔ جس لفظ میں یہ امکان تھا کہ صرف صوتی اعتبار سے ہے ذرا سی تبدیلی کر کے استعمال کرنے سے معنی بدل جاتے تو وہ لفظ بھی اپنے نبی ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کو ہرگز گوارا نہ ہوا اس لفظ کو بے ادبی و گستاخی قرار دے دیا گیا اور اس لفظ کا استعمال ممنوع ہو گیا، تو ایسے صریح الفاظ جو کہ کسی طور مناسب نہ ہوں ان کا استعمال نبی ﷺ کے لیے کیسے درست ہو سکتا ہے۔ جس بارگاہ کا ادب خود خالق حقیقی سکھا رہے ہیں کہ تمہارے یہ الفاظ نہایت رکیک ہیں، کفریہ باتوں کے علاوہ بھی

جہاں نہیں تم نے تشبیہات کا استعمال بے ادبانہ نامناسب کیا ہے، اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے قلب و نظر میں اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم ﷺ کا کوئی ادب نہیں، تمہیں ان سے کوئی محبت اور تعلق نہیں، یہ بھی ایک حقیقت تمہیں معلوم ہے کہ اس حبیب پروردگار محمد مختار ﷺ کی محبت اور توقیر ہی اصل ایمان اور جان ایمان ہے اور محبت اور تعظیم کے بغیر اتباع رسول کا عمل بے سود ہے، تو اپنے قول سے تم خود دین سے منکر ہو رہے ہو اور دین کی مذمت اپنے لئے جمع کر رہے ہو۔

قارئین کرام! آپ کا خیال ہوگا کہ اس نصیحت کو ان لوگوں نے قبول کر لیا ہوگا اور حق کو اختیار کیا ہوگا مگر افسوس کہ ان علماء کہلانے والوں نے اپنی کفریہ اور غلط عبارتوں کو نہ صرف یہ کہ بار بار صحیح کہا بلکہ ان کفریہ اور غلط عبارتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لئے دلیلیں دینا شروع کر دیں۔ حالانکہ یہ مثل مشہور ہے کہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" (گناہ کا جواز پیش کرنا گناہ سے بھی زیادہ برا ہے) یعنی غلط کو صحیح ثابت کرنا یہ غلطی پر غلطی ہے۔ گناہ کو نیکی یا صحیح سمجھنا اور اسے نیکی یا صحیح ثابت کرنا یہ اصرار ہے گناہ ہے اور کفر کو ایمان بنانا مومن کا کام نہیں۔

قارئین کرام یقیناً یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ یہ کفریہ اور غلط عبارتیں کس کی لکھی ہوئی ہیں؟ ہر عبارت کے ساتھ کتاب کا نام اور صفحہ نمبر آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اب ذیل میں کتابوں کے نام کے ساتھ ان کے لکھنے والوں کے نام بھی ملاحظہ فرمائیں۔

یہ تمام عبارات جن کتابوں سے نقل کی گئی ہیں ان کتابوں اور ان کے لکھنے والوں کے نام یہ ہیں۔

کتاب	مصنف
حفظ الایمان	اشرف علی صاحب تھانوی
فتاویٰ رشیدیہ	رشید احمد صاحب گنگوہی

آب حیات	محمد قاسم صاحب نانوتوی
تحذیر الناس	محمد قاسم صاحب نانوتوی
براہین قاطعہ	خلیل احمد صاحب انبیٹھوی
تقویۃ الایمان	شاہ اسمٰعیل صاحب پھلتی دہوی بالاکوٹی
صراط مستقیم	شاہ اسمٰعیل صاحب پھلتی دہوی بالاکوٹی
تفسیر بلغۃ الحیران	حسین علی واں بھچرانی
تصفیۃ العقائد	محمد قاسم صاحب نانوتوی
رسالہ الامداد	اشرف علی صاحب تھانوی

آپ کہیں گے کہ آگے پیچھے کی عبارت چھوڑ کر درمیان کا جملہ لے لیا گیا ہے، لکھنے والوں کا مفہوم کچھ اور ہوگا اتنے بڑے علماء ایسی نہیں لکھ سکتے، نہیں کہہ سکتے۔

ہر صاحب ایمان، صاحب عقل و دانش اتنی بات بخوبی جانتا ہے کہ نبی پاک ﷺ سے بڑھ کر مخلوق خدا میں کوئی نہیں۔ اس کے لئے کوئی ایک غلط یا اہانت آمیز اور نامناسب یا بری تشبیہ کسی طور پر درست نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک غلط یا برا لفظ لکھ کر اس کے بعد پورا پیراگراف یا کئی صفحے اس کی وضاحت میں لکھے جائیں تو کیا اس سے بہتر نہیں کہ وہ برا لفظ ہی نہیں لکھا جائے؟ یہ طے ہے کہ گالی کی وضاحت اور تشریح وغیرہ سے وہ "گالی" کوئی "دعا" یا "پاکیزہ عبارت" نہیں بن جائے گی بلکہ "گالی" گالی ہی رہے گی۔ جہاں کہیں (ان کتابوں میں) غلط نامناسب اور برے الفاظ لکھے گئے یا گھٹیا و ہتک آمیز تشبیہ دی گئی وہ آگے پیچھے کی عبارت کے ساتھ اور بغیر، ہر دو صورت میں غلط اور بری ہی رہے گی۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ کتابیں بازار میں دستیاب ہیں۔ آپ خود ہی دیکھ لیجئے۔ آگے پیچھے کی عبارت کے باوجود یہ الفاظ اور ان کا مفہوم آپ پر خود واضح ہو جائے گا۔ ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں "پھر یہ کہ آپ (ﷺ) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اور اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو، بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان ص ۷ مطبوعہ شیخ جان محمد الہ بخش، تاجران کتب علوم مشرقی، کشمیری بازار، لاہور، جون ۱۹۳۴ء)

اسی عبارت کو آپ تھانوی صاحب یا اپنے والد، ملک کے صدر، اپنے استاد کسی محترم شخص کے لئے قبول کریں گے؟ ملاحظہ فرمائیں۔

پھر یہ کہ تھانوی صاحب کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا اگر کسی کے کہنے پر صحیح ہو تو پوچھنے والی بات یہ ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا تمام علم۔ اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں تھانوی صاحب ہی کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو ہر ایرے غیرے بلکہ ہر بچے اور پاگل اور تمام جانوروں اور گدھوں ہاتھیوں کو بھی حاصل ہے۔

کہئے! کیا ایسا کہنے میں تھانوی صاحب کی شان میں کوئی گستاخی ہوگی؟ آپ کا جواب یہی ہوگا کہ یقیناً گستاخی ہوگی۔ حیرت ہے کہ جو تشبیہ اور نامناسب الفاظ تھانوی صاحب کے لئے یا آپ کی کسی اور محترم شخصیت کے لئے گستاخی و بے ادبی کے موجب ہوں، وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے گستاخی اور بے ادبی کیوں نہیں ہوں گے؟ اور یہ طے ہے کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں بے ادبی و گستاخی بلاشبہ کفر ہے۔

آپ شاید یہ کہیں گے کہ ان علماء کی نیت گستاخی کی نہیں ہوگی۔ ان عبارتوں کا مفہوم کچھ اور ہوگا۔ ہر لفظ کے ایک سے زیادہ معنی ہوتے ہیں۔ کچھ دیر کے لئے یہی رعایت و تاویل اپنے لئے فرض کر لیجئے اور پھر جواب دیجئے۔

کوئی شخص آپ کو "ولد الحرام" کہہ دے۔ آپ سن کر مشتعل ہو جائیں، غصہ

سے بل پیش ہو جائیں تو وہ شخص کہے کہ آپ سمجھے نہیں "حرام" کے معنی عزت کے بھی ہیں، میرا مطلب یہ تھا کہ آپ عزت والے، محترم بیٹے ہیں اور میری نیت گالی کی نہیں تھی فرمائیے اپنی ذات کے لئے کیا آپ یہ رعایت قبول کریں گے؟

جب اپنی ذات کے لئے یہ رعایت آپ کو گوارا نہیں تو کیا ایسی رعایت نبی پاک ﷺ کے لئے آپ قبول کر سکتے ہیں؟ یاد رکھیے گستاخی کے لئے، بے ادبی کے لئے نیت کا ہونا یا نہ ہونا کچھ حیثیت نہیں رکھتا☆

دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی یہ عبارات اور ان پر ان کا قائم رہنا ہی اختلافات کی بنیاد ہے۔

کسی جاہل سے جاہل مگر سچے مسلمان کا ایمان ان باتوں کو سننا بھی گوارا نہیں کرتا چہ جائے کہ کوئی مسلمان ان باتوں کو مانے یا قبول کرے۔ آپ بھی یقیناً یہی کہیں گے کہ ایسی باتیں کرنے یا لکھنے والا، ان کو ماننے اور قبول کرنے والا ہرگز مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔

یہ عقلی بات ہے کہ جاہل کے مقابلے میں عالم کا جرم زیادہ قابل گرفت ہوتا ہے کیوں کہ جاہل کی بات اور عمل، نادانی کی وجہ سے ہوتا ہے جب کہ عالم جانتے بوجھتے ہوئے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی سزا بھی زیادہ ہونی چاہئے۔ آپ نے جو گستاخانہ، کفریہ اور نامناسب عبارات ملاحظہ کی ہیں یہ انہی لوگوں نے لکھی اور کہی ہیں جو خود کو بہت بڑے عالم کہلواتے ہیں اور اپنی پیروی کو لازم قرار دیتے ہیں اور ان کے ماننے والے ان سے زیادہ کسی کو عالم قبول نہیں کرتے۔

ان "علماء" کی زندگی میں ان سے کہا گیا ان کو لکھا گیا (اور تمام ریکارڈ محفوظ ہے) کہ تمہاری یہ باتیں غلط ہیں، کفریہ ہیں، ان سے توبہ کر لو۔ مگر ان سب نے اپنی لکھی ہوئی باتوں کو درست قرار دیا اور اپنی تحریر پر قائم رہے۔ چنانچہ بر صغیر ہی نہیں بلکہ

☆ تفصیل کے [illegible]

مدینہ منورہ ور مکہ مکرمہ اور بلاد عرب کے علمائے حق اہل سنت وجماعت نے اتمام حجت کے بعد ان عبارت کے لکھنے والے اور ان سے توبہ نہ کرنے والے علماء پر کفر کے فتوے دیئے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیے فتاویٰ حسام الحرمین)۔ کفر کے فتوے شائع ہونے کے بعد ان عبارات کے لکھنے والے علماء اور ان کے ہم نواوں نے یہ کہا کہ جنہوں نے ہم پر کفر کے فتوے دیئے ہیں اگر ہماری عبارتوں کے مطابق یہ لوگ ہم پر کفر کے فتوے نہیں دیتے تو خود کافر ہو جاتے۔ ☆

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان علمائے دیوبند کو اپنی عبارات کے کفریہ ہونے کا علم تھا مگر انہوں نے پھر بھی ان عبارات سے توبہ نہیں کی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے یہ کام غیر مسلم دشمنوں کے ایماء پر ان کی امداد اور تعاون حاصل کرنے کے بعد کیا تھا۔ وہ اپنے (غیر مسلم) آقاؤں کو کیسے ناراض کر سکتے تھے۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ وہ اللہ تعالیٰ ور اس کے رسول ﷺ کو ناراض کر کے دائمی عذاب کو دعوت دے رہے ہیں اور امت میں فتنہ وفساد چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ ان کفریہ عبارات کے لکھنے والے جب دنیا سے چلے گئے تو ان کے بعد ان کے جانشینوں سے کہا گیا کہ ان کتابوں کو

☆ علماء کی طرف سے کسی کے کفر پر اس کے کفر کا فتویٰ جاری کرنے کے بارے میں اشرف علی تھانوی جی کا ارشاد ملاحظہ ہو، وہ فرماتے ہیں۔

"لوگ کہتے ہیں کہ مولوی، مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ ارے خدا کے بندو مولویوں کی کیا خطا ہے، جب تم خود ہی کافر بنتے ہو، اب اگر کوئی مولوی (شہیدی) ایسے بے ہودہ قول پر تم کو کافر کہہ دے تو اس بے چارے (مولوی) کی کیا خطا؟ مولوی کسی کو کافر نہیں بناتے لوگ خود کافر بنتے ہیں۔ مولوی لوگ (کفر کرنے والے کا کافر ہونا) بتا دیتے ہیں اگر کوئی کافر ہو گیا ہو تو اس پر حکم لگا دیتے ہیں کہ تم کافر ہو گئے ہو خدا سے توبہ کرو اور اسلام و نکاح کی تجدید کرو۔ حاصل یہ کہ وہ (مولوی کسی کو) کافر بناتے نہیں بلکہ (اس کا کافر ہونا) بتاتے ہیں۔" (ص [illegible] ملفوظات حکیم الامت حصہ [illegible] اسلام) "کتاب کفر و ایمان" میں مفتی محمد شفیع نے بھی اس عبارت کو نقل کیا ہے۔ (اس موضوع پر مزید تفصیل میری کتاب "سفید وسیاہ" میں ملاحظہ فرمائیں)

سے کسی معتقد کو پتا ہو کہ ان کے پیشواؤں نے اپنی غلط اور کفریہ عبارات سے توبہ کی تھی تو اس توبہ کو شائع اور مشہور کیا جائے اور تمام معتقدین خود بھی ان غلط اور کفریہ عبارتوں کو نہ ماننے اور قبول نہ کرنے کا اعلان کریں اور ان عبارات کو غلط اور کفریہ تسلیم کریں تو جھگڑا خود بخود ختم ہو جائے گا۔☆

کچھ لوگوں نے کہا کہ ان عبارات کے لکھنے والوں کی باقی تحریریں تو درست ہیں صرف چند باتوں یا کسی ایک بات کی وجہ سے انہیں کافر قرار دینا درست نہیں ہے۔ اس کا جواب خود اشرف علی تھانوی صاحب کی زبانی ملاحظہ ہو، وہ فرماتے ہیں کہ "اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہو گی وہ بالاجماع کافر ہے۔" (افاضات یومیہ ج ۷ ص ۳۲۳)

علاوہ ازیں ان لوگوں سے گزارش ہے کہ ذرا یہ دیکھیں کہ (عزازیل) شیطان نے چھ لاکھ برس اور ایک روایت کے مطابق تمیں لاکھ برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، زمین کے چپے چپے پر اس نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ علم کے لحاظ سے وہ فرشتوں کا استاد مشہور ہے اور عقیدے کے لحاظ سے پکا موحد (توحیدی) تھا۔ اس نے صرف ایک ہی غلطی کی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا اور وجہ یہ بیان کی تھی کہ یہ خاکی بشر ہے وہ (شیطان)، نبوت کی عظمت کا منکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو جو سجدہ

☆ [illegible] مجلس صیانۃ المسلمین کے نام سے قائم ہونے والے ایک ادارے [illegible] یہ چال چلی ہے کہ علمائے دیوبند کی ان کفریہ عبارات کو [illegible] شروع کر دیا ہے۔ [illegible] دیوبندی وہابی علماء کے [illegible] اصل عبارتیں یقیناً کفریہ ہیں۔ [illegible] دیوبندی وہابی علماء [illegible] کی ان عبارات کو کفریہ [illegible] کافر جانتے بوجھتے ہوئے [illegible] دیوبندی وہابی علماء [illegible] کا یہ ارشاد بھی ملاحظہ [illegible] دوسرے کی کتاب میں [illegible] عبارت کے [illegible] کرنا [illegible] ہے؟" (ص ۵۳ کتب [illegible] پر اشکالات اور ان کے جوابات)

مدرسہ کفر و زندقہ ہے یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسے کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں۔"☆

یہ فتوی پڑھنے کے بعد جناب عبدالماجد دریا بادی نے تھانوی صاحب کو ایک تفصیلی خط لکھا جس میں شبلی نعمانی اور حمید الدین فراہی کے بارے میں اپنی طرف سے صفائی پیش کی کہ یہ لوگ نمازی ہیں یہاں تک کہ تہجد کے بھی پابند ہیں، بڑے نیک اور عابد ہیں۔ اس پر تھانوی صاحب نے جواب میں لکھا کہ "یہ سب اعمال و احوال ہیں، عقائد اس سے جداگانہ چیز ہے۔ صحت عقائد کے ساتھ فساد اعمال و احوال اور فساد عقائد کے ساتھ صحت احوال و اعمال جمع ہو سکتا ہے۔" (ص ۷۶، ۳۰، حکیم الامت)

یہی تھانوی صاحب ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "بددین آدمی اگر دین کی باتیں بھی کرتا ہے تو ان میں ظلمت ملی ہوئی ہوتی ہے اس کی تحریر کے نقوش میں بھی ایک گونہ ظلمت لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے بے دینوں کی صحبت اور بے دینوں کی کتابوں کا مطالعہ ہرگز نہ کرنا چاہئے کیوں کہ مطالعہ کتب مثل صحبت مصنف کے ہے۔ جو اثر بے دین کی صحبت کا ہوتا ہے وہی اس کی کتاب کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔"
(دعوت شریعہ ص ۶۸، مطبوعہ مکتبہ تھانوی، کراچی)

یہ شرفعلی تھانوی صاحب تبلیغی جماعت کے نزدیک کیا مرتبہ رکھتے ہیں؟ ملاحظہ فرمایئے۔

تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں کہ "حضرت مولانا تھانوی

☆ علمائے دیوبند اپنے ممدوحات پر تھانوی صاحب کا یہ فتوی ملاحظہ کریں اور بتائیں کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے چند علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات پر ہر طرح اتمام حجت کے بعد جاری کیے گئے تکفیری فتوی پر اعلیٰ حضرت بریلوی کو "مکفر المسلمین" (مسلمانوں کو کافر قرار دینے والا)، کہنا ظلم نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ سچے مسلمانوں کو مشرک، بدعتی اور کافر وغیرہ کہنا اہل سنت کا نہیں بلکہ دیوبندی وہابی علماء کا شیوہ و شعار اور روزگار ہے۔

صاحب نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو، اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔" (ملفوظات ص ۵۷)

تبلیغی جماعت کے بانی نے خود بتا دیا کہ ان کی بنیاد اور ان کی تبلیغ کا مقصد صرف تھانوی صاحب کی تعلیم کو عام کرنا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اشرف علی تھانوی صاحب تبلیغی جماعت کی نظریاتی بنیاد ہیں۔ تو وہی تھانوی صاحب فرما رہے ہیں کہ اعمال و احوال الگ چیزیں ہیں اور "عقائد" ان سے بالکل الگ چیز۔ اور ان کی تحریر میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ کسی کا عقیدہ غلط ہو تو ضروری نہیں کہ اس کے اعمال و احوال بھی غلط ہوں، یعنی بد عقیدہ بے دین شخص نمازی بھی ہو سکتا ہے اور بے نمازی شخص، صحیح عقیدے والا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے خود واضح کر دیا کہ محض کلمہ و نماز پڑھنے پر انحصار نہیں بلکہ اصل انحصار صحیح عقائد پر ہے۔ اگر عقیدہ درست نہیں تو نماز روزہ کرتے رہنے کی کوئی حیثیت و اہمیت نہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس کا عقیدہ صحیح نہیں وہ بے دین ہے، اس کی تحریر و تقریر میں گمراہی ہے، وہ دین کی بات بھی کرے تو وہ بھی گمراہی سے خالی نہیں ہے، اس لئے اس کی صحبت سے بھی بچو اور اس کی تحریر کا مطالعہ بھی ہرگز نہ کرو، ورنہ تم بھی گمراہ ہو جاؤ گے۔ وہ تو یہ بھی لکھ گئے کہ بد عقیدہ لوگوں کا دینی مدرسہ بھی ایمان و اصلاح کا مدرسہ نہیں بلکہ کفر و زندقہ کا مدرسہ ہے اور جو لوگ اس مدرسے سے وابستہ ہوں گے، ان کے جلسوں میں شرکت کریں گے وہ بھی ملحد اور بے دین ہو جائیں گے۔

ذرا سوچئے تھانوی صاحب نے بد عقیدگی کی وجہ سے اپنے ہی مشہور علماء کو کافر کہا۔ اس کی نمازوں، دین، علم اور خدمت کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ ان کے دینی مدرسے کو کفر کا مدرسہ کہا، ان کی صحبت کو اور ان کی تحریروں کے پڑھنے والوں کو ملحد اور بے دینی قرار دیا۔ اگر فی الواقعہ تبلیغی جماعت کی نظریاتی بنیاد تھانوی صاحب ہی ہیں تو تھانوی صاحب ہی

کے مطابق جس کا عقیدہ درست نہیں اس کی نماز کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ان کی تحریریں پڑھنا بھی الحاد اور بے دینی ہے۔ اور خود علمائے دیوبند نے تبلیغی جماعت کے سرکردہ لوگوں کے عقائد کے بارے میں واضح طور پر کہا ہے کہ وہ لوگ جاہل ہیں اور ان کے عقائد صحیح نہیں ہیں۔ تبلیغی جماعت کی نظریاتی بنیاد تھانوی صاحب کے اور تبلیغی جماعت کے سرکردہ علماء کے مطابق ثابت ہو گیا کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ان کی کتابیں پڑھنا الحاد اور بے دینی ہے اور گمراہی ہے۔

قارئین محترم! ایک بات ہم کہتے ہیں تو ہم ان کے نزدیک مجرم ٹھہرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں تو اپنے بڑوں کو ملامت کرنی چاہیے جن کو یہ اپنی بنیاد کہتے ہیں کیونکہ وہی ان کو غلط قرار دیتے ہیں اور ان کی اصلیت بے نقاب کر رہے ہیں۔

چنانچہ خود تبلیغی جماعت کے علماء کے حوالے ملاحظہ فرمایئے۔ (براہین قاطعہ کے مصنف خلیل احمد انبیٹھوی کے خلیفہ تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب اور ان کے بیٹے محمد یوسف کے ساتھ ایک عرصے تک کام کرنے والے ان کے خاص) دیوبندی عالم عبدالرحیم شاہ فرماتے ہیں کہ

"جو کام اہل علم کا ہے وہ ایسے لوگ انجام دینا چاہتے ہیں جو نہ صرف دین سے ناآشنا ہیں بلکہ اپنی سفاہت و جہالت اور اپنی بد کرداریوں کی وجہ سے معاشرہ میں بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے یہ تو ایسے ہے (اذا کان الغراب دلیل قوم سیہدیہم طریق الہالکینا)" (جب کوا کسی قوم کا سربراہ ہو جائے تو وہ اس قوم کو ہلاکت کے راستے ہی دکھاتا ہے)۔ (اصول دعوت و تبلیغ ص ۴)

مزید فرماتے ہیں:

"میں (عبدالرحیم شاہ) خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ (تبلیغی) جماعت کا یہ تجربہ

مجبور ہیں ناخواستہ برداشت کریں اور دینی نقصان و مضرت سمجھ کر رہ جائیں۔ جب ان نابالغ مقتدیوں نے خطاب عام شروع کر دیا جس کی شرعاً ان کو اجازت نہیں ہے اور انہوں نے اس کام کی اصلیت پر حد سے تجاوز کیا اور دوسرے دینی شعبوں و علما کی تخفیف شروع کر دی اور ذمہ داروں کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود اب تک ان کو نہیں روکا یا روکے نہیں تو ایسی صورت میں ذمہ داری کی بات ہے کہ حقیقت حال واضح کی جائے خواہ کوئی برا سمجھے۔" (اصول دعوت و تبلیغ ص ۵۲)

مشہور دیوبندی وہابی مناظر منظور احمد نعمانی صاحب بھی اپنے مذہب کی تبلیغی جماعت پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"یہ غلطی عام طور پر ہوتی ہے کہ عام مجمعوں میں ایسے لوگوں کو بات کرنے کے لئے کھڑا کر دیا جاتا ہے جو اس کے اہل نہیں ہوتے بلکہ اس کام سے اچھی طرح واقف بھی نہیں ہوتے اور وہ بات کرنے میں اپنے علم کی حد کی پابندی بھی نہیں کرتے۔ واقعہ یہی ہے کہ ایسی غلطیاں کثرت سے ہوتی ہیں اور یہ بات کام کے ذمہ داروں کے لئے بلاشبہ بہت فکر و توجہ کے لائق ہے۔"

(تذکرہ ظفر ص ۲۲۴، مطبوعہ مجلس علمی، کراچی، فیصل آباد، ۱۹۷۷ء)

جناب ابو الحسن علی ندوی کہتے ہیں کہ "مولانا (اشرف علی تھانوی) کو یہ بے اطمینانی تھی کہ علم کے بغیر یہ (تبلیغی جماعت کے لوگ) فریضہ تبلیغ کیسے انجام دے سکیں گے؟ لیکن جب (تھانوی کے بھانجے) مولانا ظفر احمد صاحب نے (تھانوی کو) بتایا کہ (تبلیغی جماعت کے) مبلغین ان چیزوں کے سوا جن کا ان کو علم ہے کسی اور چیز کا ذکر نہیں کرتے اور بحث نہیں چھیڑتے تو مولانا (تھانوی) کو مزید اطمینان ہوا۔"

(دینی دعوت ص ۱۲۶، مطبوعہ ادارہ اشاعت دینیات، نئی دہلی)

جناب ظفر احمد تھانوی عثمانی کے سوانح نگار عبد الشکور ترمذی صاحب (تذکرہ

المظفر) میں یہ بات لکھ کر فرماتے ہیں کہ "جب یہ (تبلیغی) جماعت اور اس کے مبلغین، تبلیغ کے بنیادی امور کے علاوہ جن کا ان کو حکم دیا جاتا ہے دوسری چیزوں کا ذکر کرنے لگیں تو حضرت تھانوی کو جس بنیاد پر (تبلیغی) جماعت اور اہل جماعت پر اطمینان حاصل ہوا تھا وہ بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے جیسا کہ آج کل بکثرت دیکھنے میں آ رہا ہے کہ گشت کرنے والی عام (تبلیغی) جماعتوں نے اس اصول کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور کم علم مبلغین ادھر ادھر کی غیر متعلق باتیں اور قصے کہانیاں بیان کرتے رہتے ہیں اور اکثر و بیشتر اپنے علم کی حد سے گزر جاتے ہیں" (تذکرۃ الظفر، ص ۲۴۲)

جناب ظفر احمد عثمانی خود فرماتے ہیں "الغرض (تبلیغی جماعت کا) عوامی تبلیغ کا موجودہ طریق کار علوم دینیہ میں مہارت حاصل کرنے اور دین کے مختلف شعبوں میں کام کرنے کی اہلیت پیدا کرنے سے بالکل قاصر ہے۔" (تذکرۃ الظفر، ص ۲۵۲)

مزید فرماتے ہیں کہ "ناقص کی تبلیغ وغیرہ قابل اعتبار نہیں۔" (تذکرۃ الظفر، ص ۲۵۳)

یہ جملہ توجہ سے ملاحظہ فرمائیں، اسی کتاب تذکرۃ الظفر کے ص ۲۴۱ پر جناب عبدالشکور ترمذی لکھتے ہیں کہ "تبلیغی جماعت میں شامل ہونے اور اس کے ساتھ مل کر کام کرنے ہی کو اصلاح کے لئے حضرت مولانا (ظفر) نے کبھی کافی نہیں سمجھا۔"

قارئین ان عبارتوں میں گھر کے بھیدی صاف بتا رہے ہیں کہ تبلیغی جماعت والے حد سے بڑھ گئے اور برساتی مینڈک کی طرح ہر کوئی ٹرٹرانے لگا اور علم حاصل کئے بغیر تبلیغ کو چل نکلا۔ تبلیغی جماعت کے مبلغ ناقص ہیں، ان کی تبلیغ کا کوئی اعتبار نہیں اور تبلیغی جماعت میں شمولیت اور تبلیغی جماعت کے ساتھ مل کر تبلیغ کے کام سے اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جب ان کی اپنی اصلاح نہیں ہوگی تو دوسروں کی اصلاح کیسے ممکن ہوگی، خود دیوبندی وہابی علماء کو اپنے مذہب کی تبلیغی جماعت اور اس کے کام پر اطمینان نہیں۔

ہر کوئی اچھی طرح جانتا ہے کہ دونوں کی کتابیں بازار میں دستیاب ہیں مگر کوئی

ں کو پڑھ کر فیلنگ تھرما سے کا تو کیسی گولی (دوا) دے گا، نہ مرض رہے گا نہ مریض۔
کیوں کہ دواؤں کی کتابیں خود پڑھ لینے سے بھی کوئی ڈاکٹر اور فزیشن نہیں بن جاتا جب
تک کسی میڈیکل کالج میں ماہر استادوں سے باقاعدہ تعلیم و تربیت حاصل نہ کرلے۔ ہر
دوائی دکان والا جانتا ہے کہ درد یا بخار کی گولی کون سی ہے مگر درد یا بخار کیوں ہے؟ یہ دوا
کی دکان والا صحیح نہیں بتا سکتا جب تک فزیشن (معالج) سے رجوع نہ کیا جائے۔ اسی
لئے مثل مشہور ہے۔ ”جس کا کام اسی کو ساجھے، دوجا کرے تو ٹھینگا باجے۔“

اللہ تعالیٰ نے بھی صرف کتاب نہیں اتاری نبی کو بھی بھیجا کیوں کہ نبی کتاب و
حکمت سکھاتا ہے تو کتاب کی سمجھ آتی ہے۔

چناں چہ عبدالرحیم شاہ صاحب فرماتے ہیں ”غور کا مقام ہے کہ کوئی شخص بغیر
سند کے کمپوڈر تک نہیں ہو سکتا مگر لوگوں نے دین کو تماشا سمجھ لیا ہے کہ جس کا
جی چاہے وعظ و تقریر کرنے کھڑا ہو جائے۔ کسی سند کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے ہی موقع
پر یہ مثال خوب صادق آتی ہے ”نیم حکیم خطرہ جان اور نیم ملا خطرہ ایمان۔“

(اصول دعوت و تبلیغ ص ۵۳)

محترم قارئین! ان لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ تبلیغ کے لئے جب گھر سے نکلو گے تو
اتنا ثواب ہوگا مگر یہ لوگ یہ نہیں سوچتے۔ جس طرح ڈرائیونگ سے ناواقف
شخص کو اسٹیئرنگ پر بٹھا دیا جائے تو تمام مسافروں کی جان محفوظ نہیں رہتی اسی طرح
جاہل شخص کو تبلیغ کا منصب سپرد کر دینے سے لوگوں کا ایمان محفوظ نہیں رہتا۔ اسی
لئے اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب جاننے والے آقا ﷺ نے پہلے ہی ارشاد فرما دیا کہ علماء
کے اٹھنے سے جب علم ختم ہو جائے گا تو لوگ جاہلوں کو پکڑ لیں گے اور ان سے مسائل
پوچھیں گے اور وہ جاہل بغیر علم کے غلط جواب بتائیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ خود
بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم) یہ بھی فرمایا

کہ جب دین کا کام نا اہلوں کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ یعنی وہ نا اہل ایسی باتیں کریں گے جس سے لوگ تباہ و برباد ہوں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے قیامت کی نشانیوں میں سے قرار دیا۔ آپ دیکھ لیجئے، تبلیغی جماعت والے بہ ظاہر کلمہ و نماز کی پابندی کی بات کرتے ہیں مگر دین کی اصل اور علم سے دور ہوتے ہیں اس لئے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی تباہ کرتے ہیں۔

عبدالرحیم شاہ لکھتے ہیں:۔

"بے نمازی کی مضرت اسی کی ذات تک ہے اور دوسرے کی مضرت متعدی ہے، پوری نسل کو نقصان ہوگا۔" (ص ۵۳، اصول دعوت و تبلیغ)

یعنی نماز نہ پڑھنے والا شخص صرف اپنی ذات کا نقصان کرتا ہے اور نمازی ہو کر غلط عقائد کا پرچار کرنے والا شخص پوری نسل کو تباہ کرتا ہے۔ اس شخص کا نقصان اس کی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ وبائی مرض کی طرح دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

مدرسہ دیوبند کے ایک اور استاد اس تجویز کہ "عوام میں کام کرنے کے لئے محمد الیاس کے طریقہ تبلیغ کو اختیار کیا جائے" کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"میں نے جس حد تک ان کے طرز تبلیغ سے واقفیت بہم پہنچائی ہیں اس پر مطمئن نہیں ہو سکا" (تنبیہات ص ۱۲)

تبلیغی جماعت کی کتاب "فضائل تبلیغ" اور تبلیغ کے فضائل کا مصداق تبلیغی جماعت کی تحریک کو قرار دینے کے بارے میں عبدالرحیم شاہ لکھتے ہیں۔

"عجیب تضاد ہے کہ کہیں تو اس کو سنت نبوی قرار دیتے ہیں اور کہیں اس کا بانی و محرک حضرت مولانا الیاس کو قرار دیتے ہیں۔" (اصول دعوت و تبلیغ، ص ۱۵۰)

مزید ملاحظہ فرمایئے۔

محمد الیاس کے برادر نسبتی احتشام الحسن صاحب کاندھلوی، الیاس صاحب کے خاص معاون اور بچپن سے بڑھاپے تک کے ساتھی کی تحریر جو "ضروری انتباہ" کے عنوان سے انہوں نے کتاب "زندگی کی صراط مستقیم" کے آخر میں شائع کی ہے۔ اسے ذرا توجہ سے پڑھئے، وہ لکھتے ہیں:

"نظام الدین (بستی دہلی) کی موجودہ تبلیغ میرے علم و فہم کے مطابق نہ قرآن و حدیث کے موافق ہے اور نہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق ہے۔ جو علماء کرام اس تبلیغ میں شریک ہیں ان کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اس کام کو پہلے قرآن و حدیث، آئمہ سلف اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق کریں۔

میری عقل و فہم سے بہت بالا ہے کہ جو کام حضرت مولانا الیاس کی حیات میں اصولوں کی انتہائی پابندی کے باوجود صرف بدعت حسنہ کی حیثیت رکھتا تھا اس کو اب انتہائی بے اصولیوں کے بعد دینی کام کس طرح قرار دیا جا رہا ہے۔ اب تو منکرات کی شمولیت کے بعد اس کو بدعت حسنہ (اچھی بدعت) بھی نہیں کہا جا سکتا۔ میرا مقصد صرف اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا ہے۔"

مذکورہ عبارت کے جواب میں دیوبندی عالم محمود حسن گنگوہی، احتشام الحسن کاندھلوی کو لکھتے ہیں کہ:

"میں اب تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ خرابی صحت کی وجہ سے آپ نے باقاعدہ مستقل قیام فرمانا نظام الدین کا ترک کر دیا اور اسی وجہ سے تبلیغی کام میں حصہ نہیں لے سکتے مگر اس تحریر (ضروری انتباہ والی تحریر) سے معلوم ہوا کہ حصہ نہ لینے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نزدیک یہ تبلیغی کام نہیں بلکہ تخریب دین ہے۔"

(چشمۂ آفتاب صفحہ ۷)

"چشمہ آفتاب" کتاب کو مرتب کرنے والے جناب قمرالدین مظاہری اپنے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:۔

"مولانا احتشام الحسن کاندھلوی اس تحریک کے بانیوں میں سے ہیں انہوں نے حال ہی میں تبلیغی جماعت پر سخت تنقید کرتے ہوئے اس کو گمراہی کی طرف دعوت دینے والی جماعت قرار دیا ہے۔" (ص ۳)

اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ پر شیخ محمد زکریا صاحب کے خط کا یہ جملہ بھی ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:۔

"البتہ یہ تو میں بھی سن رہا ہوں کہ حضرت تھانوی صاحب کے بعض علماء اور خواص اس (تبلیغی جماعت) کو پسند نہیں فرماتے۔"

عبد الرحیم شاہ لکھتے ہیں کہ "غیر سنت (بدعت) کو سنت سمجھنا وغیرہ اعتقادی قصور ہے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ چند اعمال کی اصلاح کے پیش نظر عقائد میں قصور کو نظر انداز کر دینا کہاں تک شرعی نقطہ نظر سے درست ہے؟ صحیح عقائد مدار نجات ہیں اعمال مدار نجات نہیں۔" (اصول دعوت و تبلیغ، ص ۲۳)

قارئین محترم! خود دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کے بڑے سرکردہ علماء کی تحریرات سے ان کی تبلیغی جماعت کی اصلیت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اس کے بعد اس کے متعلق ہمیں کوئی مزید فتویٰ دینے اور تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ قدرت نے خود ان کے اپنے ہی قلم سے خود ان کو غلط ثابت کروا دیا۔ اب فیصلہ دیوبندی وہابی تبلیغیوں کو خود کرنا چاہئے۔ اگر یہ خود کو درست کہیں تو ان کے یہ سب بڑے غلط ثابت ہوتے ہیں اور اگر یہ اپنے بڑوں کو درست قرار دیں تو یہ خود غلط ثابت ہوتے ہیں۔ اور ان تمام تحریروں کے پڑھنے سننے والے ان تحریروں سے یہی نتیجہ نکالیں گے کہ یہ بڑے چھوٹے سب کے سب غلط ہیں۔ ہم اہل سنت و جماعت (سنی) جن کو یہ تبلیغی

درست ہوگا؟ ☆ عرض یہ ہے کہ اس کا جواب تو آپ تھانوی صاحب کی تحریر کے
حوالے سے پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ بد عقیدہ اگر دین کی بات بھی کرے گا تو وہ بھی گم
راہی سے خالی نہیں ہوگی۔ (تھانوی صاحب کا جواب کافی ہے تاہم اس کو اور زیادہ
آسان لفظوں میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ کوئی صاحب جو بظاہر نماز روزے کے
بڑے پابند ہوں اور صورت شکل سے نیک معلوم ہوتے ہوں وہ آپ کی دعوت کریں
اور دعوت میں سوجی کا حلوہ تیار کریں۔ ۴۰ گرام خالص سوجی میں ۲۵ گرام خالص گھی
ملائیں ۳۰ گرام شکر ڈالیں اور ۴ گرام مغز بادام و پستہ اور چاندی کے ورق استعمال کریں
اور صرف ایک گرام خالص زہر حلوے میں ملا دیں جو حلوے میں حل ہو جائے اور بظاہر
نظر نہ آئے۔ اوپر سے صرف جھلملاتا چاندی کا ورق نظر آئے، تیرتا ہوا خالص گھی نظر
آئے، پستہ و بادام نظر آئیں، وہ حلوا آپ کو پیش کیا جائے اور کہا جائے کہ اس میں
گلوکوز ہے، وٹامنز ہیں، توانائی کے لئے بہترین مقویات ہیں اور دیکھئے کتنا خوش نما ہے،
ہر شے خالص ہے، اس لئے تناول فرمائیے۔ بتائیے آپ وہ حلوا کھائیں گے؟ آپ یقیناً
نہیں کھائیں گے۔ وہ آپ کو چاندی کے ورق کی چمک دمک، گھی کے فائدے، شکر کی
مٹھاس، پستہ و بادام کی قوت اور افادیت بتائے گا۔ آپ کہیں گے کہ ۹۹ گرام اجزا
خالص اور پاک اور مفید ہیں مگر اس میں ایک گرام خالص زہر بھی ہے اس کے اثرات کا
؟

(بقیہ پچھلا صفحہ) سے بتایا کہ ان کا مدعا کوئی نہیں پاتا، وہ تو ایک نئی قوم کا پیدا کرنا چاہتے ہیں، انہوں نے قسم
کھا کر یہ قرار دیا کہ یہ تبلیغی جماعت ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں ہے جو تبلیغی جماعت کو تحریک صلوٰۃ سمجھے یا
کہے اسے بھولے ہیں۔ اگر وہ خود کو چاہیں تو پھر ان کے محمد الیاس صاحب بھولے ثابت ہوں گے۔

☆ جناب مرتضیٰ حسن دربھنگی فرماتے ہیں "جو دعوائے اسلام و ایمان بھی رکھے اور کوشش و سعی کے ساتھ
انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو اور ضروریات دین کا انکار کرے، وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد
بے دین ہے۔" (اشد العذاب، ص ۵) یعنی ایسے شخص کا صحیح تبلیغ کرنا بھی اس شخص کو ہرگز کوئی فائدہ نہیں
پہنچائے گا جب تک وہ خود اپنے عقیدہ و عمل کو درست نہیں کرے گا۔

دودھ میں ملادی جائے پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں سے پلایا جائے وہ کہے گا کہ میں اس دودھ سے ہرگز نہ پیوں گا کیوں کہ یہ سب حرام ہوگیا۔ پلانے والا کہے گا کہ بھائی اس سیر دودھ کے آٹھ سو تولے ہوتے ہیں آپ فقط اس (ایک تولے کی) بوٹی کو کیوں دیکھتے ہیں، دیکھئے اس بوٹی کے آگے پیچھے دائیں بائیں اور اس کے نیچے چار انچ تک کی گہرائی میں دودھ ہی دودھ ہے وہ مسلمان یہی کہے گا کہ یہ سارا دودھ خنزیر کی ایک بوٹی کے باعث حرام ہوگیا۔ یہی قصہ مودودی صاحب کی عبارتوں کا ہے جب مسلمان، مودودی صاحب کا یہ لفظ پڑھے گا کہ "خانہ کعبہ کے ہر طرف جہالت اور گندگی ہے" اس کے بعد مودودی صاحب اس فقرہ سے توبہ کر کے اعلان نہیں کریں گے، مسلمان بھی راضی نہیں ہوں گے جب تک یہ خنزیر کی بوٹی اس دودھ سے نہیں نکالیں گے۔"

قارئین کرام! خود علمائے دیوبند نے جو فیصلہ اپنے مودودی صاحب کے لئے کیا انہی کی زبانی وہی فیصلہ ہماری طرف سے دیوبندی وہابی تبلیغی علماء اور ان کے حامیوں کے لئے ہے۔ جب تک دیوبندی وہابی تبلیغی اپنی کفریہ عبارات سے توبہ نہیں کرتے اور ان عبارات کو قبول نہ کرنے کا اعلان نہیں کرتے اور اپنے عقیدے درست نہیں کرتے یعنی دودھ سے خنزیر کی بوٹی اور حلوے میں سے زہر نہیں نکالتے اس وقت تک امت مسلمہ ان تمام دیوبندی وہابی تبلیغی لوگوں کے بارے میں اپنا فیصلہ نہیں بدلے گی جو ان کفریہ عبارات کے قائل اور قابل (ماننے اور قبول کرنے والے) ہیں کیوں کہ یہ فیصلہ خود علماء دیوبند نے بھی تسلیم کیا ہے کہ نجات کا مدار عقائد ہیں اعمال نہیں۔

فیصلے اور تصفیے کی یہی ایک صورت ہے کہ تمام دیوبندی وہابی تبلیغی وغیرہ یہ اعتراف کریں کہ وہ دیوبندی وہابی علماء جنہوں نے یہ کفریہ اور کتاب و سنت کے خلاف عبارات لکھی ہیں وہ ان عبارتوں سے توبہ نہ کرنے کے سبب کافر و زندیق ہیں اور ہر وہ شخص جو ان عبارات کو مانتا اور قبول کرتا ہے وہ بھی ان عبارات کے لکھنے والوں

کے حکم میں داخل ہے۔ کیوں کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ شریعت کے احکام نہیں بدلے جاسکتے بلکہ لوگوں کو اپنی طبیعت اور عقل و فہم کو شریعت کے مطابق بنانا ہوگا۔

جس لئے دیوبندی وہابی تبلیغی وغیرہ یہ اعتراف کرلیں تو سارا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ مگر افسوس کہ جب بھی ان غلط اور کفریہ عبارات کے لکھنے والے علماء کے جانشینوں اور حامیوں کو اس اعتراف کے لئے کہا گیا انہوں نے صاف انکار کردیا۔ اب قارئین خود فیصلہ کریں کہ جب دیوبندی وہابی ان عبارات کے ماننے اور قبول کرنے کی ضد پر قائم ہیں تو کتاب و سنت کا فیصلہ کیسے بدل سکتا ہے؟ جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے، جو گمراہی کے گہرے گڑھوں میں، محض بچے ہیں، جنہیں سچ جھوٹ میں تمیز کرنا قبول نہیں، ان کے لئے قرآن نے یہی کہا ہے "لکم دینکم ولی دین" تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین۔

آخر میں اپنے قارئین سے یہی گزارش کروں گا کہ قبر میں، رحمت عالم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ کے بارے میں جب سوال ہوگا اور یہ پوچھا جائے گا کہ (مرنے سے پہلے) ان کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے؟ اور میدان قیامت میں جب کہ سورج سوا میل پر ہوگا، جس دن اللہ واحد قہار کے غضب سے سب ہی نفسی نفسی کریں گے سوائے دامن رحمت مصطفی ﷺ کے کوئی پناہ نہ ہوگی۔ اگر انہی غلط اور کفریہ عقائد پر آپ کا خاتمہ ہوا تو اس وقت عذاب الٰہی سے آپ کو خود کو کیسے بچائیں گے؟ اپنا انجام آپ خود سوچ لیں۔

ہمارے اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تو یہی پکارتے رہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(واضح رہے کہ بعض دیوبندی وہابی حضرات نے بھی اپنے ساتھیوں کو ان کفریہ عبارات کے قبول نہ کرنے کا مشورہ دیا چناں چہ دیوبند سے نکلنے والے ماہنامہ "تجلی" میں جناب شبیر احمد عثمانی کے بھتیجے جناب عامر عثمانی کی تحریر اس کا ثبوت ہے۔)

قارئین محترم! اس رودادکے بعد آپ یہ جاننا چاہیں گے کہ دیوبند کے یہ علماء پہلے ایسے نہیں تھے، یہ سب کیوں لارنس آف عریبیا کے پروردہ گروہ نجدی وہابیوں کے ہم نوا ہو گئے اور انہی کی طرح تعظیم رسالت کے منکر ہو کر شیطانی لہجے میں نامناسب باتیں کرنے لگ گئے اور موجودہ دیوبندی وہابی تبلیغی وغیرہ اپنے چند بڑوں کی ان کفریہ عبارات اور غلط عبارات پر کیوں قائم ہیں، غلطی کا اعتراف کر کے جھگڑا کیوں ختم نہیں کرتے، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

دیانت وصداقت سے خوف الٰہی رکھتے ہوئے اپنے قارئین سے عرض کرتا ہوں کہ یہودی، عیسائی، کافر اور منافق تمام، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں۔ قرآن نے ان کی حقیقت وضاحت سے بیان کی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ فطری اور نفسی امر ہے کہ جب کسی بدباطن کی اصلیت کھل جائے اور اس کا گھناؤنا چہرہ بے نقاب ہو جائے تو اسے بہت دکھ ہوتا ہے اور وہ ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتا ہے یعنی اپنی اصلاح کی بجائے دشمنی، عناد اور بغض کی آگ اس میں بھڑک اٹھتی ہے یہاں تک کہ وہ انتقامی کارروائی میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں کو بھی رحمت للعالمین ﷺ اور ان کے سچے جانشینوں کی سلطنت اسلامی کے پھیلنے اور اپنے مغلوب ومعتوب ہو جانے کا صدمہ تھا یہاں تک کہ ان کے مرکزی مقامات خیبر اور بیت المقدس وغیرہ بھی ان سے چھن گئے تھے۔

انہوں نے دیکھا کہ وہ اب اپنی کھوئی ہوئی حکومت اور جاہ وحشمت دوبارہ حاصل نہیں کر سکتے، سلطنت اسلامی کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے آپس میں مل بیٹھ کر

خفیہ سازشی منصوبے بنائے، چنانچہ پوری تفصیل مستند کتابوں میں محفوظ ہے۔ ان
دشمن اسلام گروہوں نے طے کیا کہ ملک مدد اور مغلوب ہو کر ہم بہت کمزور ہو گئے ہیں
ہماری اصلیت بے نقاب ہو چکی ہے اب یہی صورت ہے کہ مسلمانوں میں داخل ہو
کر مسلم اتحاد و اخوت اسلامی کو ختم کیا جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلبی طور پر
اپنے باطل عقائد و نظریات پر قائم رہیں صرف (منافقانہ طور پر) اوپر اوپر سے بظاہر
مسلمان ہو جائیں، اس کے لیے صرف کلمہ اور نماز کو پڑھنا ہوگا، یہ ظاہری طور پر
کرتے رہیں گے تاکہ ہمیں اپنے علاقوں میں دوبارہ رہنے کی آزادی مل جائے، پھر
ہم مختلف منصوبوں کے ذریعے مسلمانوں کو آپس میں انتشار و افتراق کا شکار کر دیں،
تاکہ ان کی توجہ ہم سے ہٹ جائے اور وہ اپنے جھگڑوں میں الجھ کر ایک دوسرے کے
خلاف ہو جائیں، جب ایسا ہوگا تو ہم مسلمانوں کی اس خانہ جنگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے
اپنے علاقوں پر قبضہ کر لیں گے اور اپنی ساکھ بحال کر لیں گے۔ چنانچہ عبد اللہ ابن سبا
یہودی اس سازشی تحریک کا قائد بنا اور اس کے تمام ساتھی منافقانہ طور پر مسلمان
ہوئے۔ اس سازشی گروہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے کچھ
عرصے بعد اپنے ناپاک منصوبوں پر عمل شروع کر دیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت اسی دشمن اسلام گروہ کی سازش کا نتیجہ تھی۔

اس گروہ نے پوری سلطنت اسلامی میں اپنے تبلیغی وفود پھیلا دیے۔ یہ سلسلہ نسل
در نسل چلتا رہا۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو اپنے نبی ﷺ سے بے پناہ محبت
ہے۔ اور کچھ ایسی محبت کہ نبی پاک ﷺ کے نام پر اپنی جان اور اپنا مال سب کچھ قربان
کر دیتے ہیں اور اس محبت کی وجہ نبی پاک ﷺ کا حسن و جمال اور فضل و کمال ہے۔ اس
منافق، دشمن اسلام گروہ اور اس کے کارندوں نے طے کیا کہ اس محبت کو جب
تک ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک مسلم اتحاد کی اصل قوت برقرار رہے گی اور

ہمارا مقصد پورا نہیں ہو گا یہودیوں اور عیسائیوں کو یہ لوگ اپنی وفاداری کا یقین دلا چکے تھے کہ اصلاً ہم آپ کے ہیں۔ اس لئے یہودیوں عیسائیوں نے اپنے خزانے ان لوگوں کے لئے کھول دیئے۔

اسلامی فتوحات کا سبب اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے آخری رسول ﷺ سے کمال محبت اور فی سبیل اللہ جہاد کا جذبہ تھا۔ اس سازشی گروہ اور اس کے پیروکار لوگوں نے طے کیا کہ تحریر و تقریر اور ہر ذریعے سے دین میں ایسی ایسی باتیں نکالی جائیں جو مسلمانوں کو آپس میں لڑوا دیں اور ان کا جہاد آپس میں ایک دوسرے کے خلاف شروع ہو جائے۔ چنانچہ قرآن و سنت کے مفاہیم کو بدلا جانے لگا، حرام کو حلال اور حلال کو حرام کہا جانے لگا، نیک کاموں اور سنتوں کو بدعت کہا جانے لگا، اصول دین کے برخلاف اس گروہ بد کے نام نہاد علماء کو اماموں کا درجہ دیا جانے لگا اور ان کے مخالفین کو مشرک، بدعتی اور گمراہ کہا جانے لگا۔ نبوت کے جھوٹے دعوے دار کھڑے کئے جانے لگے۔ رسول اکرم ﷺ، ان کی ازواج مطہرات، ان کے صحابہ کرام، ان کے اہل بیت اور اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخیوں اور بے ادبیوں کا سلسلہ شروع کیا گیا تاکہ ان مقدس ہستیوں کی خوبیوں کی بجائے ان کے من گھڑت نقص بیان کر کے لوگوں کے دلوں سے ان کی محبت و عقیدت کو ختم کیا جائے، جب لوگوں کو بتایا جائے گا کہ نبیوں میں کوئی خصوصیت نہیں ہوتی، وہ دوسرے عام انسانوں کی طرح اور گناہ گار ہوتے ہیں تو لوگوں کی محبت اور جوش و جذبہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ جب محبت ختم ہوئی تو قوت عمل بھی باقی نہیں رہے گی اور جہاد وغیرہ کا سلسلہ بھی ختم ہو کر رہ جائے گا۔

اللہ کی عطا سے غیب کا علم جاننے والے آقا ﷺ سے یہ تمام باتیں پوشیدہ نہیں تھیں، اس لئے رحمت عالم ﷺ نے اس گروہ اور اس کے احوال سے دنیا کو پہلے ہی آگاہ

فرمایا ہے

چنانچہ صحیح احادیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ لشکر اسلام میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص حرقوص بن زہیر جسے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا، کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ نے عدل نہیں کیا۔ شمع رسالت کے جاں نثار پروانے اس بے ادب کی بات سن کر غیرت ایمانی سے جوش میں آگئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ اس گستاخ کی زندگی تمام کردوں، اس کو اپنی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کردوں۔ رحمت عالم ﷺ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اجازت نہیں دی۔ ذوالخویصرہ سے آپ نے فرمایا "تیری ماں تجھ کو روئے، میں اللہ کا نبی ہوں اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اس روئے زمین پر مجھ سے بڑھ کر عدل کرنے والا کون ہوگا؟" اور اپنے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا، یہ ابھی زندہ رہے گا اس کی نسل سے لوگ نکلتے رہیں گے، نکلتے رہیں گے، نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ اس کے آخری لوگ دجال کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔ فرمایا اس کو میری امت کے بہترین لوگ قتل کریں گے۔ جس دن یہ اور اس کے ساتھی قتل ہوں گے اس دن یہ لوگ امت میں سب سے برے ہوں گے اور جو لوگ ان کو قتل کریں گے وہ میری امت میں بہترین ہوں گے۔ فرمایا اس کی نسل کی نشانیاں یہ ہوں گی کہ یہ لوگ سروں پر بال نہیں رکھیں گے، پاجاموں شلواروں کے پائنچے ٹخنوں سے بہت اونچے رکھیں گے، لمبی لمبی نمازیں پڑھیں گے کہ دوسرے لوگ ان کی نمازوں کو دیکھ کر اپنی نمازوں کو حقیر سمجھیں گے۔ فرمایا یہ قرآن کو عمدگی سے پڑھیں گے مگر قرآن صرف ان کی زبانوں پر ہوگا ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یعنی اندر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ فرمایا ان کی زبانیں شکر جیسی میٹھی ہوں گی مگر دل بھیڑیوں سے زیادہ سخت اور برے ہوں گے۔ فرمایا صورت شکل وغیرہ سے خود کو بڑے نیک ظاہر کریں گے مگر دین سے

یہ لوگ اس طرح نکلے ہوں گے جس طرح تیر اپنے شکار سے نکل جاتا ہے۔ فرمایا یہ لوگ خود برے ہوں گے اور برائی ہی پھیلائیں گے۔" (بخاری ص ۴۷۲ ج ۱، ص ۷۲۴، ۱۰۲۴، ۱۱۲۸ ج ۲۔ مسلم ص ۳۴۰، ۳۴۱ ج ۱۔ مشکوٰۃ ص ۳۰۹، ۵۳۴)

قارئین کرام! عدل و انصاف کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے حقائق پر توجہ کیجئے۔ کیا آپ کو اپنے اردگرد انہی نشانیوں والے لوگ نظر نہیں آتے؟ یہ نشانیاں اللہ کے اس نبی نے بیان کی ہیں جس کے ذریعے اور وسیلے سے ہم اللہ کو جانتے اور مانتے ہیں۔ اس نبی ﷺ پر یقین کرتے ہوئے قرآن کو مانتے ہیں۔ اس نبی ﷺ کے منہ سے جو نکلا اسی نے بتایا کہ یہ قرآن ہے اور یہ میری حدیث ہے۔ ہمیں جس زبان سے قرآن عطا ہوا یہ اسی زبان حق ترجمان کے ارشادات ہیں۔ جس کو نبی ﷺ کی ذات پر کامل ایمان ہے اسے نبی کے صحیح ارشادات پر بھی سچا یقین ہوگا اور ہونا چاہئے۔ حضور اکرم ﷺ نے کھول کھول کر سب کچھ بتا دیا ہے۔ یہ لوگ کسی بہروپ میں آئیں یا اپنی تحریک کا عنوان کچھ بھی بنالیں، ان کی اصلیت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ سادہ لوح مسلمانوں کو کلمہ و نماز سکھانے یا ٹھیک کروانے کے بہانے یہ لوگ ملت مسلمہ کو تباہی و بربادی کے کنارے پہنچا رہے ہیں۔ یہودیوں عیسائیوں اور غیر مسلم طبقوں کی امداد اور تعاون سے دشمن اسلام سازشوں میں مصروف یہ ایمانی لٹیرے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے وفادار اور دوست نہیں تو ہمارے دوست اور خیرخواہ کیسے ہوسکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے نزدیک نبی کا علم جانوروں جیسا ہے (معاذ اللہ)۔ ان کا علم و فہم، قرآن و سنت کے مسلمہ اصولوں کے بجائے ذاتی احتمالات اور ان کے آقاؤں کی رضا جوئی میں الجھا رہتا ہے۔ انہیں سچ اور حقائق کو دیدہ دلیری سے جھٹلانا بہت مرغوب ہے۔ انہیں وہ باتیں کرنے میں کوئی عار نہیں جو اسلام، دو مسلمانوں کی عزت اور عظمت اور وحدت کو

عظمت و شان سے بے گانہ کرنے والے یہ دیوبندی وہابی تبلیغی آپ کو جس گمراہی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں اس کا انجام عذاب الٰہی ہے۔

ان کی تبلیغ یہودیت عیسائیت اور بت پرستی کے خلاف نہیں۔ یہ ایران عراق میں ستر لاکھ مسلمان کہلانے والے انسانوں کے ناحق خون کے خلاف کام کرتے نظر نہیں آتے۔ یہ بیت المقدس مسجد اقصیٰ میں صیہونی بربریت کے خلاف جہاد نہیں کرتے، ان کا کام تو یہ ہے کہ کلمہ و نماز درست کروانے کے بہانے آپ کو اپنا ہم نوا بنائیں اور تعظیم نبی کو شرک کہہ کر آپ کو روحانیت سے خالی کر دیں۔ کیا ان کفریہ عبارات کے پرچار سے یہ غیر مسلموں کو مسلمان بنا سکیں گے؟

ذرا توجہ کیجئے! کسی عالمی اجتماع میں یہ لوگ چلے جائیں جہاں ہر دین و مذہب اور رنگ و نسل کے لوگ جمع ہوں، وہاں ہندو، یہودی، عیسائی اور یہ دیوبندی وہابی، تبلیغ کی اجازت چاہیں اور اجازت ملنے پر یہ چاروں اپنے اپنے دین و مذہب کی تبلیغ کریں اور تبلیغ کا مقصد یہ ہو کہ سننے والے جس سے متاثر ہو جائیں، جس کی بات قبول کرلیں اس کا دین و مذہب اختیار کرلیں۔ پہلے ہندو اٹھے اور وہ کہے کہ "ہمارے رام چندر جی بڑے باکمال تھے بڑے بہادر تھے، انہوں سیتارانی کو حاصل کرنے کے لیے دوہے کی مضبوط کمان کو اپنے ہاتھ سے موڑ کر توڑ دیا۔ ان کی تعلیمات بہت اچھی ہیں اس لئے سب لوگ ہندو ہو جائیں اور اس باکمال رام چندر کی پیروی کریں۔"

پھر عیسائی اٹھے اور یہ کہے کہ "میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا ماننے والا ہوں، وہ بڑے باکمال تھے ان کے کمال دیکھئے، وہ ماں کے پیٹ ہی سے نابینا پیدا ہونے والے کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے تو اس کی بینائی ٹھیک ہو جاتی۔ کوڑھی اور برص والے کے جسم پر ہاتھ پھیرتے وہ تندرست ہو جاتا۔ وہ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ وہ بڑے ہی باکمال تھے، ان کی تعلیمات بہت اچھی ہیں اس لئے سب لوگ عیسائی ہو جاؤ۔"

پھر یہودی اٹھے اور کہے کہ "میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا ماننے والا ہوں، وہ بڑے باکمال تھے ان کا کمال دیکھئے، وہ لکڑی پتھر پر مارتے تو پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا۔ وہ بغل میں ہاتھ ڈال کر نکالتے تو وہ چاند کی طرح چمکنے لگتا۔ ان کی تعلیمات بہت اچھی ہیں اس لئے سب لوگ یہودی ہو جاؤ۔"

آخر میں نظام الدین بستی اور رائے ونڈ کی دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کا مسلمان کہلانے والا اٹھے اور کہے کہ "میں حضرت محمد ﷺ کا ماننے والا ہوں، ہمارے نبی ہماری ہی طرح کے بشر تھے ان سے غلطیاں بھی ہوتی تھیں وہ کوئی اختیار نہیں رکھتے تھے۔ ہم دور ان میں فرق صرف یہی ہے کہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے وحی آتی تھی اور ہمارے پاس نہیں آتی۔ ان کی تعلیمات اچھی ہیں اس لئے سب لوگ مسلمان ہو جاؤ۔"

قارئین کرام! آپ عدل و انصاف سے کہئے کہ وہ ہجوم، دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کے اس نمائندے کے حوالے سے اپنے بڑوں کے باکمال ہونے کو ثابت کر رہا ہے جب کہ مسلمان کہلانے والا دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے نبی ﷺ کے لئے جو نظریات اور عقیدے رکھتا ہے وہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ یہ باتیں سن کر کیا وہ ہجوم مسلمانوں کے نبی ﷺ سے متاثر ہوگا؟ ایسی باتوں سے مسلمان کہلانے والے باقی سب بھی اپنے مسلمان ہونے پر فخر نہیں کر سکتے، کیونکہ ہجوم کا ہر فرد یہی کہے گا کہ جب مسلمانوں کے نبی ﷺ محض بشر ہی تھے اور ان میں کوئی کمال ہی نہ تھا تو اس دیوبندی وہابی تبلیغی کے بیان کے مطابق تو باقی تینوں کے بڑوں کا باکمال اور بہتر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لوگ کہیں گے کہ جب تم کہہ رہے ہو کہ تمہارے نبی ﷺ میں کوئی کمال نہیں تھا وہ بے اختیار تھے تو تم ان کا دین اختیار کرنے کی تبلیغ کیوں کر رہے ہو؟

قارئین! ان لوگوں کی تبلیغ کا یہی حال ہوگا اور ہو رہا ہے۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جشن میں انہی لوگوں کے پروپیگنڈے کے مطابق ملا جیون کی

تعداد میں تھے اور عوام، علماء سے بہت زیادہ تعداد میں جمع ہوئے۔ ان کے دھرم کی اس مذہبی درس گاہ کے جشن کا افتتاح کسی نیک بزرگ عالم کے ہاتھ سے نہیں، ایک مشرک پلید ہندو عورت کے ہاتھ سے کروانا ان کی ذہنی قلبی سوچ اور نظریات کا واضح ثبوت ہے۔ اس مشرک عورت اندرا گاندھی نے جو تقریر کی اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ورا اس کے آپس کے نظریات وغیرہ میں کہاں ہم آہنگی ہے۔☆ وہ ایک تنہا ہندو عورت ہزاروں دیوبندی وہابی علماء و مبلغین کی موجودگی میں ان کے بنیادی اور سب سے بڑے مدرسے میں آئی اور جیسی آئی ویسی چلی گئی۔ یعنی ہندو آئی اور ہندو گئی، یہ ہزاروں مل کر اس ایک ہندو عورت کو مسلمان نہیں کر سکے، اس کے باوجود یہ لوگ دین کی تبلیغ کا دعوی کرتے ہیں اسی ہندوستان میں ہم اہل سنت کی جان اور شان حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری، خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ جب تشریف لے گئے تو تنہا تھے مگر ان کی تبلیغی اور دینی خدمات دیکھے کہ وہ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اسی ہندوستان میں ساڑھے ۹ ملین (پچانوے لاکھ) کافروں کو مسلمان کر کے گئے۔ (الحمد للہ علی احسانہ)

اس عالمی اجتماع میں کہ ہم اہل سنت وجماعت (سنیوں) میں سے کوئی ہو تو ذرا اس کی تبلیغ کی جھلک بھی دیکھے خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔

دو سنی مسلمان، غلام و عاشق رسول یہ کہہ کر لوگو میں مسلمان ہوں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارا معبود حقیقی اللہ تعالی ہے جو ہر شے کا خالق و مالک ہے۔ ہندو کے رام کو بھی اسی نے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہم السلام کو بھی اسی نے پیدا کیا۔ ہم عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ کو بھی مانتے ہیں اور یہودیوں کے حضرت موسیٰ کو بھی

☆ اس سے پہلے بھی دیوبندی وہابی لوگ ہندوؤں سے اتحاد کے مظاہرے کے لئے مشہور ہندو لیڈر گاندھی کو دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر بٹھانے کی جسارت کر چکے ہیں۔

مانتے ہیں اور ان کے کمالات بھی مانتے ہیں کیوں کہ ان کو نبوت، عظمت اور کمالات ہمارے رب نے ہمارے نبی ﷺ کے طفیل عطا کئے۔ ہمارے رب ہی کا ارشاد ہے کہ اگر وہ ہمارے نبی کو پیدا نہ کرتا تو خود کو بھی ظاہر نہ کرتا۔ اس لئے یہ ساری کائنات اور اس کی تمام نعمتیں ہمارے نبی ﷺ کا صدقہ ہیں۔ ہمارے نبی پاک ﷺ کا نام مبارک "محمد" ﷺ ہے، جسے ادا کرتے ہوئے ہمارے لب چومتے ہیں ☆ اور جسے سن کر ہم بھی چومتے اور آنکھوں سے لگاتے ہیں، اس نام کو سن کر ہم درود و سلام پڑھتے ہیں۔ اس نام کے معنی ہی بتا رہے ہیں کہ یہ اس ذات کا نام ہے جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی۔ یہ نام ہمارے رب ہی نے رکھا۔ یہ نام ہی بتاتا ہے کہ اس مبارک نام والی شخصیت ہر طرح تعریف والی ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کو پیدا کرنے والا ہمارا رب بھی ہمارے نبی ﷺ کی تعریف کرتا ہے بلکہ جو ہمارے نبی ﷺ کی تعریف کرتا ہے وہ خود تعریف والا ہو جاتا ہے اور ہمارا رب اس کی تعریف کرتا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کی تعریف حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ نے بھی کی ہے۔ تورات و انجیل میں ہمارے نبی ﷺ کا ذکر ہے۔ ان پر نازل ہونے والی کتاب کا ذکر ہے، ان کے کمالات کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ تو معجزات لے کر آئے، ہمارے نبی ﷺ خود سراپا معجزہ بن کر تشریف لائے۔ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو اللہ نے بہت نوازا۔ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جا کر ہمارے رب سے کلام کرتے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے رب نے زندہ آسمانوں پر اٹھایا اور ہمارے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جسم اقدس کے ساتھ عرش معلیٰ پر بلا کر اپنا دیدار کرایا اور سلام و کلام فرمایا۔ جو فرشتہ وحی لے کر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے پاس آتا تھا وہی ہمارے نبی پاک ﷺ کے پاس بھی آیا اور بار بار آیا، ہمارے نبی پر اللہ نے آخری ضابطہ حیات قرآن نازل فرمایا جو رہتی دنیا

☆ جس طرح ملتے ہیں لب نام محمد کے سبب   کاش ہم مل جائیں سب نام محمد کے سبب (ﷺ)

تک انسانیت کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے۔ تورات، انجیل آج اپنی اصل میں موجود نہیں، نہ ہی اس کا کوئی حافظ ہے جب کہ قرآن اپنے ہر حرف اور زیر زبر کے ساتھ محفوظ ہے اور رہے گا اور اس کے لاکھوں حافظ ہیں۔ اس قرآن میں جو ہمارے نبی ﷺ پر نازل ہوا بت پرستی سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ جو اللہ کے سوا کسی کی پوجا کرے وہ مشرک ہے۔ یہ انسانوں کے تراشے ہوئے بت کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ جب کسی بت پر مکھی بیٹھ جائے تو وہ بت اس مکھی کو اڑا بھی نہیں سکتا۔ بت کے مقابلے میں عام انسان کو قدرت و طاقت حاصل ہے جو اپنے ہاتھوں اس بت کو بناتا اور تراشتا ہے۔ ہندو بتوں کی پوجا کرتے ہیں، انہیں خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ نے ہزاروں جھوٹے معبودوں کے سامنے جھکنے والوں کو معبود حقیقی اللہ کے سامنے جھکایا، وہ اللہ، جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے، جو زندگی اور موت کا پیدا کرنے والا ہے، وہ اللہ، جس نے یہ ساری کائنات بنائی ہے، وہی سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے، اسی نے ہم کو جسم و جاں، عقل و شعور اور بے پناہ نعمتیں عطا کی ہیں، انسان کو اشرف المخلوقات اور حسن ازل کا آئینہ بنایا۔ اسی نے نبیوں کو بھیجا تاکہ وہ ہمیں علم و حکمت سکھائیں، اخلاق حسنہ کی تعلیم و تربیت دیں اور ہماری زندگی کو با مقصد اور کار آمد بنائیں۔ اللہ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے جن میں تین سو تیرہ رسول ہیں اور ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ افضل و اکمل ہمارے نبی ﷺ کو بنایا۔ انہیں جو درجات و مراتب اور خصوصیات عطا کیں وہ مخلوق میں کسی اور کو نہیں عطا نہیں کیں۔ علم و فضل، حلم و کرم، جود و سخا، رحمت و رافت، صورت و سیرت، گفتار و کردار، اخلاق و عادات میں کوئی ان جیسا نہیں، وہ بشر بن کر تشریف لائے مگر ایسے بشر کہ کائنات میں ان جیسا بشر نہیں۔ وہ اللہ کے نور ہیں۔ وہ اللہ کے سب سے پیارے بندہ ہیں، اللہ کے

سب سے افضل نبی اور رسول ہیں ہمارے رب کو ان سے اتنی محبت ہے کہ ہمارا رب جو
اس کا خالق ہے، اس کا معبود ہے، وہ اپنے اس پیارے اور مقدس و مکرم بندے کی تعریف
و ثنا کرتا ہے۔ محبت و تعظیم سے اس کو یاد کرتا ہے۔ اس پر درود و سلام بھیجتا ہے۔ ہمارا
رب ان کی جان، ان کے کلام، ان کے شہر، ان کے زمانے کی محبت بھری قسمیں یاد
فرماتا ہے۔ اس کی محبت کو اپنی محبت فرماتا ہے، اس کی فرماں برداری کو اپنی فرماں
برداری فرماتا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کی ذات و صفات اور جمال و کمال، اللہ کی ذات و
صفات اور جمال و کمال کا آئینہ ہیں۔ اللہ نے انہیں اپنی روشن دلیل بنا کر بھیجا تاکہ
مخلوق دیکھ لے اور اللہ کے اس مقدس بندے اور رسول ﷺ کی عظمت و شان اور
مرتبہ و کمال کو دیکھ کر اندازہ کر لے کہ جس کا بندہ ایسا عظیم ہے اس کا خالق و مالک کتنا
عظیم ہوگا۔ ہمارا نبی ﷺ ہمارے رب کی حقانیت اور عظمت کی دلیل ہے۔ ہمارے
رب نے اپنے اس پیارے رسول ﷺ کی محبت اور پیروی کو اپنی رضا اور ہماری کامیابی
کا ذریعہ فرمایا ہے۔ ہمارے رب نے اس نبی ﷺ کی تعظیم و توقیر ہم پر لازم کی ہے۔
ہمارے رب نے اپنے محسن نبی اکرم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کو ہمارے لئے
احسان عظیم فرمایا ہے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ ہی اس کائنات ارضی و سماوی کی تخلیق
کا باعث ہیں۔ مخلوقات کو ان ہی کے وسیلے سے اللہ کی شان اور پہچان معلوم ہوئی۔
ہمارے رب نے اپنے نبی ﷺ کے ماننے والوں اور ان کے غلاموں کے لئے عیش و آرام
کی جنت بنائی ہے اور ان کے دشمنوں، منکروں اور گستاخوں کے لئے مصیبت و آلام کی
دوزخ تیار کی ہے۔ جو اس نبی ﷺ کا سچا غلام ہو جائے، دنیا اس کی غلامی کرتی ہے اور جو
اس نبی ﷺ سے منہ پھیرے اللہ کی رحمتیں اس کی طرف رخ نہیں کرتیں۔

اس نجومی ہندو دھرم رکھنے والے نے بتایا کہ اس کے رام چندر بہت باکمال تھے
اور ایسے طاقت ور تھے کہ انہوں نے لوہے کی مضبوط کمان کو اپنے ہاتھوں سے موڑ اور

توڑ دیا۔ انہوں نے ضرور ایسا کیا مگر یہ کوئی ایسا کمال نہیں جو کسی اور میں ممکن نہ ہو۔ اس دنیا میں ہزاروں بڑے بڑے پہلوان موجود ہیں اور وہ بڑے زور آور ہیں انہوں نے اپنی قوت و طاقت کے بڑے بڑے مظاہرے کئے ہیں۔ تو یہ کہ معبود کمان توڑ دینا کوئی بڑا کمال نہیں۔ ہمارے نبی ﷺ کا کمال دیکھئے، انہوں نے مکہ معظمہ کی سرزمین پر کھڑے ہو کر نہایت بلندی پر چمکنے والے چاند کو اپنی صرف ایک انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے کر دیا اور پھر جوڑ دیا۔ قلعہ خیبر کے راستے میں وادی صہبا کے مقام پر ہمارے نبی پاک ﷺ نے اپنے ہاتھ کے ایک اشارے سے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹایا۔ ہندو کے رام نے کمان کو توڑا اور یہ کام کوئی اور بھی کر سکتا ہے مگر چاند کو دو ٹکڑے کر دینا اور پھر سے جوڑ دینا اور ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا دینا یہ ہمارے نبی پاک ﷺ ہی کا کمال تھا۔ یہ کام سارے ہندو اور ان کے سارے جھوٹے معبود بھی مل کر نہیں کر سکتے۔

اسی مجمع سے اپنے دین کی تبلیغ کرتے ہوئے عیسائی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت باکمال تھے۔ یقیناً وہ صاحب کمال تھے، ان کے جو کمال عیسائی نے بتائے وہ درست ہیں۔ ان کے ان کمالات کا ذکر ہمارے رب کی کتاب قرآن کریم میں ہے اور ہم ان کو مانتے ہیں۔ عیسائی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہاتھ سے اندھے کو بینا اور برص والے کو ٹھیک و تندرست کرتے تھے مگر ہمارے نبی ﷺ کا کمال دیکھئے، ہمارے نبی پاک ﷺ کے جسم مبارک اور خصوصاً ہاتھوں میں جو برکت تھی اس کا کیا ٹھکانا، ہمارے نبی پاک ﷺ کے مبارک قدموں کے تلووں میں جو نعلین مبارک (پاک جوتیاں) ہوتی تھیں وہ جس مٹی پر لگیں وہ خاک، جذام اور برص والے کے لئے شفا ہو گئی۔ ہمارے نبی پاک کے جسم اقدس پر جو لباس مبارک ہوتا تھا اس پر پہنا جانے والا جبہ اس قدر بابرکت تھا کہ اس کی [illegible] ہو گئی۔ عیسائی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ یہ درست ہے وہ مردہ انسانوں کو زندہ کرتے تھے۔

گا۔ ہمارے نبی ﷺ نے ان سے بڑا برتن لانے کو فرمایا اور اس برتن میں اپنا وہ مبارک ہاتھ رکھ جسے ہمارا رب اپنا ہاتھ فرماتا ہے۔ ہزاروں دیکھنے والوں نے یہ دیکھا کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کے مبارک ہاتھ کی پانچوں انگلیوں سے ٹھنڈے میٹھے پانی کے پانچ چشمے جاری ہو گئے۔ اس پانی کو تمام افراد نے پیا، اس سے وضو کیا، غسل کیا، لشکر اسلام کے جانوروں کو پلایا اور، پھر برتنوں میں جمع کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھروں سے چشمے جاری کئے مگر ہمارے نبی پاک ﷺ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے چشمے جاری کئے، یہ ہمارے نبی ﷺ ہی کا کمال تھا۔

یہودی نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ اپنی بغل کے نیچے رکھ کر نکالتے تو وہ چاند کی طرح چمکنے لگتا، بلاشبہ یہ درست ہے۔ میں عرض کروں کہ ہمارے نبی پاک ﷺ سراپا نور تھے۔ ان کے چہرے کی چمک دمک کے سامنے چاند بھی ماند تھا۔ ان کے مبارک دانت ایسے تھے کہ رات کی تاریکی میں جب ہمارے نبی پاک ﷺ مسکراتے، ان کا دہن مبارک کھلتا تو ان کے دانتوں کی چمک سے چراغاں ہو جاتا۔ ہمارے نبی پاک ﷺ کی پاک بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ان مبارک دانتوں سے نکلنے والے نور کے چراغاں سے اپنے کپڑے سینے والی سوئی ڈھونڈ لیتیں۔ ایک رات ہمارے نبی پاک ﷺ کے پاس دو صحابہ (اسید اور عباد رضی اللہ عنہما) بیٹھے باتوں میں مشغول تھے۔ اندھیری رات تھی، بارش ہو رہی تھی۔ باتیں کرتے دیر ہو گئی۔ ان دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما نے ہمارے نبی پاک ﷺ سے عرض کی کہ باہر اندھیرا ہے، بارش کی وجہ سے گلیوں میں پانی اور کیچڑ ہوگا، ہمیں روشنی نہ ہونے کی وجہ سے اپنے گھروں تک جانے میں دشواری ہوگی۔ (صحابہ کے پاس (لکڑی کی) لاٹھیاں تھیں کیوں کہ ہاتھ میں لاٹھی رکھنا ہمارے نبی پاک ﷺ کا طریقہ تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے نبی ﷺ کے طریقوں کی محبت سے پابندی کرتے تھے) ہمارے نبی پاک ﷺ

نے ان میں سے ایک صحابی سے فرمایا اپنی لاٹھی مجھے دو، ہمارے نبی پاک ﷺ نے اس
لاٹھی کے کنارے پر دست مبارک ہاتھ لگا دیا اور فرمایا، یہ تمہارے لئے روشنی کرے
گی۔ وہ دونوں صحابی اٹھے، جوں ہی باہر نکلے تو اس لاٹھی سے ٹارچ کی طرح روشنی نکلنے
لگی۔ وہ دونوں اس لاٹھی سے نکلنے والی روشنی میں راستہ طے کرنے لگے۔ کچھ دور جا کر
دونوں کے گھروں کے راستے جدا ہو جاتے تھے۔ جس کے پاس روشنی کرتی ہوئی لاٹھی
تھی اس سے دوسرے نے کہا کہ میں کس طرح اپنے گھر تک جاؤں گا؟ اس صحابی نے
دوسرے صحابی کی لاٹھی اپنی روشنی کرتی لاٹھی سے مس کی تو اس دوسری لاٹھی سے
بھی روشنی نکلنے لگی اور وہ دونوں بآسانی اپنے گھروں کو پہنچ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ
السلام کے کمال سے صرف ان کا ہاتھ چمکتا تھا مگر دیکھئے ہمارے نبی پاک ﷺ کا مبارک
ہاتھ جس لاٹھی کو لگتا ہے وہ روشنی کرتی ہے اور جو لاٹھی اس لاٹھی سے لگتی ہے وہ بھی
روشنی کرنے لگتی ہے۔ یہ کمال ہمارے نبی پاک ﷺ کی خصوصیت ہے۔ صرف یہی
نہیں، میں عرض کروں، میں تو ایک بہت ادنیٰ سا شخص ہوں، میں اگر اپنے نبی پاک
ﷺ کے کمالات بیان کرتا رہوں تو یہ حقیقت ہے کہ میری عمر، میری آواز، میرا علم
ختم ہو سکتا ہے مگر میرے نبی پاک ﷺ کے کمالات کا ذکر مکمل نہیں ہو سکتا۔ اور ان کی
تعلیمات تو موتیوں سے بھرا ہوا سمندر ہیں، جس میں رہتی دنیا تک ہمارے لئے ہر
طرح کامیابی اور ترقی کی رہنمائی ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کے کمال و برکت ہی نے ان
لوگوں کو فرشتوں سے افضل بنایا جو صحراؤں میں جانوروں کو چراتے تھے، لوٹ مار کرتے
تھے، اپنے ہاتھوں اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے تھے، ظلم اور درندگی جن کا کام تھا
لیکن وہ لوگ جب ہمارے نبی پاک ﷺ سے وابستہ ہو گئے اور ہمارے نبی ﷺ کے دین
کے پابند ہو گئے تو ہمارے نبی ﷺ کی محبت اور پیروی کی وجہ سے دنیا کے تاجدار اور اللہ
کریم کے محبوب ہو گئے۔ میں آپ سب کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ ہمارے دین، ہمارے

نبی پاک ﷺ سے پوری طرح وابستہ ہو کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کیجئے۔

قارئین کرام! عدل و انصاف سے کہئے! وہ ہندو، عیسائی اور یہودی اور باقی تمام لوگ، اس سنی مسلمان، عاشق رسول کے یہ حقائق سن کر لاجواب ہوں گے یا نہیں؟ یقیناً ہوں گے اور دین اسلام قبول کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نبیوں ولیوں نے کافروں مشرکوں کو مسلمان بنایا اور دیوبندی وہابی تبلیغی لوگ، سچے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنا رہے ہیں۔ تبلیغ اور عقیدوں کا فرق اور اثر آپ خود ہی ملاحظہ کر لیجئے۔

مادی ترقی کے اس دور میں روحانی عظمتوں کے منکر یہ لوگ سائنس کی ایجادات اور کرشموں کے سامنے بے بس ہیں۔ یہ غیر مسلموں کے سب کرشموں کو تسلیم کر لیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے نبیوں ولیوں کے کمالات کو نہیں مانتے۔ ریڈیو ایجاد کرنے والا مارکونی تو ہمارے نبی ﷺ کے صحابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کرامت سن کر آواز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا آلہ بنا لیتا ہے اور خود کو مسلمان کہلانے والے اس کرامت کے انکار میں اپنی تمام توانائی خرچ کر رہے ہیں۔ اسی طرح دیگر معجزات اور کرامات کا احوال ہے۔ افسوس کہ یہ غیر مسلم تو نبی پاک ﷺ اور نبیوں کے معجزات اور اولیاء اللہ کی کرامات سے انسانی سہولتوں کے لئے نت نئی ایجادات کریں اور سپر پاورز بن جائیں اور خود کو مسلمان کہلانے والے ان معجزات اور کرامات کے خلاف پروپیگنڈے ہی میں اپنی عمر پوری کر دیں اور دربدر مارے مارے پھر کر اپنی روحانی قوت ضائع کر دیں۔

قارئین محترم! کچھ سوچئے، حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ نبیوں کے نبی، رسولوں کے رسول ہیں، رحمۃ للعالمین ہیں، شفیع المذنبین ہیں، طٰہٰ و یٰسین ہیں، بشیر و نذیر ہیں، سراج منیر ہیں (ﷺ)، ان کی محبت، ان کی اطاعت، ان کی اتباع، ان کی غلامی بلاشبہ ہماری کامیابی، ہماری بھلائی، ہماری نجات کی ضمانت ہے۔ ایمان،

قرآن، رمضان بلکہ خود رحمن اور اس کا عرفان ہمیں اللہ تعالیٰ کے حبیب ہی کے ذریعے اور وسیلے سے ملا۔ انہی کے صدقے ہم کو پچھلی امتوں کی طرح عذاب نہیں دیئے جاتے، ہماری شکلیں مسخ نہیں ہوتیں، ہم جانور نہیں بنا دیئے جاتے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں، اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ ہی کے صدقے ہمیں ایک رات (شب قدر) ہزار مہینے سے بہتر ملی، ہمیں انہی کے طفیل انہی کی نسبت کی وجہ سے تمام امتوں سے بہتر ہونے کا اعزاز دیا گیا۔

اللہ کریم کے اس حبیب کریم ﷺ نے ہمیں کیا نہیں دیا، اگر ہم اللہ تعالیٰ کی اس سب سے بڑی اور سب سے پیاری نعمت اور احسان عظیم کی تعظیم و توقیر نہیں کریں گے تو اپنے معبود کو راضی نہیں کر سکیں گے۔ ہماری عبادات قبول نہیں ہوں گی۔ اللہ جل شانہ سے محبت کا دعویٰ ہو اور اس کے حبیب ﷺ کی شان میں گستاخی کی جائے، یہ کہاں کا ایمان ہے؟ اپنے ارد گرد دیکھئے! کوئی نبیوں کو برا کہہ رہا ہے۔ کوئی اہل بیت نبوت کو برا کہہ رہا ہے کوئی ازواج مطہرات کو برا کہہ رہا ہے۔ کوئی صحابہ کرام کو برا کہہ رہا ہے کوئی اولیاء اللہ کو برا کہہ رہا ہے۔ آپ پوچھتے ہیں ہم کس کو مانیں، کس کی پیروی کریں؟

آیئے میں آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ آپ کتاب و سنت کی پیروی کریں۔ جو اللہ تعالیٰ کے نبیوں سے محبت کرے، اہل بیت نبوت ازواج مطہرات، صحابہ کرام اور اولیائے عظام سے محبت کرے، جو ان سب کی محبت کو سرمایہ ایمان اور ذریعہ نجات سمجھے، ان کی رضا کو اللہ کی رضا جانے، اس کی پیروی کیجئے۔

دیکھئے! قریباً ڈیڑھ سو برس پہلے برصغیر میں یہ دیوبندی وہابی تبلیغی وغیرہ نہیں تھے۔ یہ غیر مسلم دشمنان اسلام کے پروردہ گروہ ہیں جو دنیا کے چند سکوں اور اپنی جھوٹی انا کے لئے اپنے نبی ﷺ اور ان کی آل اولاد، ان کے صحابہ ان کے پیاروں کی شان میں گستاخیاں کر رہے ہیں۔ انہیں اپنا انجام اور اللہ کا عذاب یاد نہیں۔

الحمد للہ ہم اہل سنت و جماعت، صدیوں سے حق کی پہچان ہیں۔ ہمارے تمام عقائد کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ ہمارے عقائد و اعمال کی صحت خود ان دیوبندی وہابی تبلیغی وغیرہ کی کتابوں سے ثابت ہے۔ ہمارا ان سے اختلاف اپنی ذات کے لئے نہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے۔ کوئی ہمارے پیارے کا دشمن اور مخالف ہو تو ہم اسے پسند نہیں کرتے۔

اس سے مفاہمت نہیں کرتے۔ اس سے صلح کی کوشش نہیں کرتے۔ افسوس کے ہم نے اپنے پیاروں، قرابت داروں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات سے زیادہ پیارا اور اہم سمجھ لیا ہے۔ ہماری پریشانیوں تباہیوں کی اصل وجہ ہی یہی ہے، کیوں کہ جب تک نبی پاک ﷺ سے سب سے زیادہ اور سچی محبت نہیں ہوگی، ان کی پیروی کا شوق نہیں ہوگا، ان کی کامل غلامی نہیں ہوگی، اس وقت تک ترقی، استحکام، امن و آشتی اور خوش حالی نہیں ہوگی۔ قیصر و کسریٰ پر حکومت کرنے والے ہمارے نبی ﷺ کے سچے غلام تھے۔ انہیں عزت و عظمت، غلامی رسول کی برکت سے ملی تھی۔ آج تقریباً ایک بلین (ارب) کی تعداد میں ایمان کے دعوے دار صرف چالیس لاکھ یہودیوں سے ذلیل ہو رہے ہیں، دیکھئے اور سوچئے۔ یہود و نصاریٰ کی یہی کوشش ہے کہ امت مسلمہ کو نبی ﷺ کی محبت سے باز رکھا جائے اور آپس میں زیادہ سے زیادہ الجھایا جائے تاکہ ان کی توجہ غیر مسلموں پر نہ ہو۔ مسلمان عقل و شعور رکھتے ہوئے بھی ان دشمنوں کی سازش کو نہ سمجھیں تو ایسی عقل و خرد پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ کوئی خود ہی اپنی بربادی کا سامان کر رہا ہو تو دشمن اسے سمجھاتا اور روکتا نہیں، ان لوٹا بستر اٹھائے ملک ملک پھرنے والوں کو تبلیغ کی آزادی دینے والے غیر مسلم خوب جانتے ہیں کہ یہ "دیوبندی وہابی تبلیغی" لوگوں کو جس طرح کا مومن بنا رہے ہیں ان سے ان غیر مسلموں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

غیر مسلم اچھی طرح جانتے ہیں کہ غیر مسلموں کو صرف اسی صورت نقصان پہنچ سکتا ہے جب کہ مسلمان کہلانے والے اپنے عقائد و اعمال کے لحاظ سے فضائے بدر پیدا کریں گے کیوں کہ میدان بدر میں تین سو تیرہ بے سروسامان مجاہدوں نے تین گنا زیادہ تعداد کو، جو سامان جنگ سے آراستہ تھی، صرف کملی والے آقا ﷺ پر بھروسا کرتے ہوئے اپنے جذبہ ایمانی سے کچل دیا تھا۔ آج یہود و نصاریٰ بھرپور طریقے سے مسلم دنیا کو اسی جذبہ ایمانی سے محروم رکھنے کے لئے مختلف حربے آزما رہے ہیں۔ بیرونی دشمن سے اندرونی دشمن زیادہ مہلک ہوتا ہے۔ وہ مسلمان کہلانے والوں کو اپنا آلہ کار بنا کر اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔

آیئے! دوست اور دشمن کو پہچانئے، اپنے اور بیگانے کو پہچانئے، رحمت والے پیارے نبی ﷺ کے سچے غلاموں سے اپنا رشتہ مضبوط کر لیجئے۔ اس نبی ﷺ کے نام پر ایک دوسرے کے محافظ اور دوست بن جایئے اور متحد ہو کر دشمن کے لئے سیسہ پلائی ہوئی ناقابل تسخیر دیوار بن جایئے، یقین جانئے پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد ہر لمحے ہمارے ساتھ ہوگی اور عظمت و عزت، کامیابی و خوش حالی ہمارا مقدر ہوگی کیوں کہ یہ اعلان عام ہے ۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ و بارک وسلم اجمعین

کوکب نورانی رالاحمد شفیع

۱۹۸۸ء کراچی (اوکاڑوی غفرلہ)